REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

لقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

جلد ۲۳

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۹

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ر تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۸ر فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

قادیان ۲۵ر تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ — دو تین روز ہوئے امرتسر اور بٹالہ تک کے علاقہ میں ژالہ باری ہوئی لیکن قادیان اور مضافات میں معمولی ترشح ہی ہوا۔ تاہم اب سردی کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اور موسم کافی خوشگوار ہو گیا ہے ٭

۵ر صفر ۱۳۹۴ھ — ۲۸ر تبلیغ ۱۳۵۳ ہش — ۲۸ر فروری ۱۹۷۴ء

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام

قادیان دارالامان میں یومِ مصلح موعودؓ کی عظیم الشان تقریب

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر علماءِ سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

۲۰ر فروری کا دن احمدیت کی تاریخ میں اہمیت کا حامل ہے۔ یہ وہی بابرکت دن ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک رحمت اور قدرت کے نشان کی پیشگوئی فرمائی۔ اور دُنیا نے دیکھا کہ پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا مصداق عین پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا اور اس سے وہ عظیم کارنامے ظہور پذیر ہوئے جن سے خدا تعالیٰ کا وجود ثابت ہوا، دین کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اور برتری پوری شان سے ظاہر ہوئی۔ پس اسی یاد کو تازہ کرنے کے لئے قادیان میں مقامی طور پر مورخہ ۲۰ر فروری کو لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام یہ تقریب سعید مسجد اقصیٰ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کی زیرِ صدارت انعقاد پذیر ہوئی۔ تمام احباب و مستورات اور بچوں نے شامل ہو کر دلچسپی سے کارروائی کو سُنا۔

چنانچہ کارروائی کا آغاز ٹھیک ½۹ بجے مکرم مولوی نورالاسلام صاحب کی تلاوتِ قرآنِ مجید اور مکرم ظہیر احمد صاحب خادمؔ کی نظم خوانی سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں حاضرین سے خطاب فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت بہت زور پکڑ گئی تو آپؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی۔ تب خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم فرزند کی بشارت دی۔ اور تبلیغِ رسالت صفحہ ۵ و صفحہ ۵۲ کے حوالہ جات سُنا کر اپنے خطاب کو بطریقِ احسن مزیّن فرمایا۔

اس کے بعد مکرم منیر احمد صاحب خادمؔ نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سُنایا۔ اس اجلاس کی

پہلی تقریر

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کی زیرِ عنوان "تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" تھی مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک طرف عیسائی تھے تو دوسری طرف ہندو۔ اور اُن کا کہنا تھا کہ ہم مکہ مکرمہ پر اپنا جھنڈا گاڑ دیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے مصلح موعود کے ذریعہ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ آپ نے سب حملوں کو پسپا کیا اور قرآن کی ایسی تفاسیر بیان فرمائیں کہ پڑھنے والے عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام پر ہونے والے اعتراضات کا صحیح جواب دے کر تمام کو الزامات سے بری قرار دیکر اُن کی عزت قائم کی۔ نیز ایک منظم پروگرام کے تحت بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کو وسیع کرنے کے لئے مبلغین کا سلسلہ شروع کیا اور ۲۰ر فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور میں اعلان فرمایا کہ ۱۸۸۶ء میں کی جانے والی پیشگوئی کے مطابق میں مصلح موعود ہوں۔ اور میرے ذریعہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے الغرض فاضل مقرر نے دلنشین پیرایہ میں اپنے مضمون کو مکمل کیا۔

دُوسری تقریر

مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی تھی۔ جس کا عنوان تھا "ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ مقرر موصوف نے حضرت مصلح موعودؓ کی محبتِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ نے رُوح القدس کے ذریعہ آپؓ کی تائید فرمائی تھی۔ جس طرح کہ آپؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے سورۂ فاتحہ کے علوم سکھائے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپؓ نے متعدد مواقع پر سورۂ فاتحہ کی اچھوتے رنگ میں تفسیریں بیان کیں۔ تنظیمی اعتبار سے حضورؓ نے مردوں اور عورتوں کے دو دو شعبے لجنہ و ناصرات اور انصار و خدام بنا کر جماعت کو مستحکم کیا۔ اور تفسیر کبیر، مختلف عالمانہ تقاریر اور بیش قیمت مضامین اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ آپ میں خدا تعالیٰ نے اپنی روح ڈالی تھی۔ اور خدا کا سایہ آپؓ کے سر پر تھا۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ واللّٰہ یعصمک من النّاس۔ کہ خدا تعالیٰ تجھے لوگوں کے فتنوں اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ آپؓ کے وقت میں پیغامیوں کا فتنہ، احراریوں کا فتنہ اور اندرونی و بیرونی کئی فتنے اُٹھے مگر خدا تعالیٰ نے اپنا سایہ آپ پر رکھا اور آپؓ کی ہر مقام پر تائید فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار جاوید اقبال اخترؔ نے نظم پڑھ کر سُنائی۔

تیسری تقریر

مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیرِ عنوان "وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور [illegible] اس سے برکت پائیں گی" تھی۔ مقرر موصوف نے جلد جلد بڑھنے کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں ظاہری طور پر وہ جلد جلد بڑھیں گے وہاں روحانی طور پر بھی جلد جلد ترقی کریں گے۔ اور بچپن [illegible] دیں گے [illegible] دنیا حیران [illegible] گی۔ چنانچہ چھوٹی عمر [illegible] شائع فرمایا۔ آپ کے [illegible] حاضرین کی تعداد بڑھ [illegible] اس کے بعد فاضل موصوف [illegible] اسیروں کی رستگاری کا موجب ہونے سے مراد شیطانی [illegible] سے نجات دلانا [illegible] حضرت مصلح موعودؓ [illegible] ان کو ان کے حقوق دلائے۔

(باقی دیکھئے صفحہ [illegible] پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: [illegible]

سیرِ سفرِ قادیان

از حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالتِ انصاف ہیگ حال مقیم انگلستان

وسط نومبر کے لگ بھگ جب میں لندن سے لاہور آنے کی تیاری کر رہا تھا، جناب امام بشیر احمد خان رفیق صاحب نے ذکر کیا کہ وہ جلسہ سالانہ کے بعد قادیان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ قادیان کے سفر کی تیاری اور ضروری انتظام کی تفصیل معلوم کرنے پر میرا بھی ارادہ ان کے ہمراہ قادیان حاضر ہونے کا ہو۔ مارچ ۱۹۴۷ء کے بعد مجھے قادیان جانے کا موقعہ میسر نہیں ہوا تھا۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت شمار کیا اور ضروری انتظامات کی سرانجام دہی کی طرف توجہ کی۔ سب سے اہم امور حکومتِ ہند کی طرف سے اجازت نامہ اور حکومتِ پاکستان کی طرف سے سڑک کے سفر کا اذن حاصل کرنا تھے۔

لندن سے روانہ ہونے سے قبل میں نے ٹیلیفون پر ہی ہندوستان کے ہائی کمشنر صاحب متعینہ لندن کی خدمت میں اجازت نامے کی درخواست کی۔ انہوں نے کمال مہربانی سے میری درخواست کو بذریعہ تار وزارتِ خارجہ ہند کو بھیجا منظور فرمالیا۔ فجزاہ اللہ۔ لاہور پہنچنے کے چند دن کے اندر اسلام آباد سے سوئٹزرلینڈ کے سفارت خانے کے اُن افسر صاحب نے جو پاکستان میں ہندوستانی اُمور کی سرانجام دہی پر مامور تھے مجھے اطلاع دی کہ حکومتِ ہند نے میری درخواست منظور کرکے انہیں اجازت نامہ صادر کرنے کی ہدایت دے دی ہے۔ فالحمدُ لِلّٰہ۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے ضروری اجازت حاصل کرنا ایک رسمی امر تھا جس کی تکمیل میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو لاہور سے قادیان جانے والے قافلہ میں ۲۰ - ۲۵ افراد شامل تھے۔ ہم سب ½۹ بجے قبل دوپہر واگہ کی سرحدی چوکی پر جمع ہوگئے۔ اور ضابطے کی رسوم کی تکمیل کے بعد سرحد پار ہوئے۔ سرحد پر ہندوستانی جانب جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع چند احباب کے ہمارے منتظر تھے۔ اُن کے ساتھ حکومتِ پنجاب (ہند) کے وزیر خوراک و رسد جناب سردار گور درشن سنگھ صاحب۔ سرحدی حفاظتی دستے کے کمانڈر صاحب۔ ضلع امرتسر کے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحبان اور ... کے حلقے کے صوبجاتی مجلس قانون ساز میں نمائندے جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ بھی موجود تھے۔ ان سب صاحبان کے علاوہ ایک ایسی بزرگ شخصیت بھی موجود تھی جن کی غیر متوقع زیارت اور ملاقات سے بہت سی یادیں دل میں اُمڈ آئیں۔ اور میری خوشی کا پیالہ جو پہلے ہی لبریز تھا، جوش سے بہنا شروع ہوگیا۔ یہ بزرگ سردار دھرم انت سنگھ صاحب تھے جو ایک عرصہ سکھ دینیاتی کالج ترنتارن کے (جو بعد میں امرتسر منتقل ہوگیا تھا) پرنسپل رہ چکے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل کئی سال متواتر جماعت کے سالانہ جلسے میں بالالتزام شامل ہوتے رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ حضور کی تقریروں کو پوری توجہ اور انہماک سے سُنتے تھے۔ حضورؓ بھی ان سے کمال شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ اُن کی نشست سٹیج پر حضورؓ کے قریب ہی ہُوا کرتی تھی۔ حضورؓ کی تقریروں کے دوران اُن کی نگاہ اس محبوب پُر انوار درخشندہ چہرے پر جمی رہتی تھی۔ تقریر خواہ کتنی لمبی ہوتی ان کی اس والہانہ کیفیت میں ذرا فرق نہ پڑتا۔ میں بھی اُن کے قریب ہی بیٹھا کرتا تھا۔ میرے دل میں اُن کے اخلاص کے سبب اُن کا بہت احترام تھا تقسیم ملک کے بعد ان سے ملاقات کا موقعہ نہ ہُوا تھا۔ گو اُن کی خیریت کی اطلاع کبھی کبھی مل جاتی تھی۔ انہوں نے فرمایا آج صبح ہی صبح میرزا وسیم احمد صاحب میرے مکان پر آئے اور بتایا کہ تم آرہے ہو۔ میں نے میرزا صاحب سے کہا میں نے تو رات ہی خواب میں دیکھا ہے کہ ظفر اللہ خان آیا ہے۔ اور مجھ سے ملاقات کی ہے۔ اُن کی عمر پچاسی سال ہے لیکن عمدہ صحت میں ہیں۔ بتایا میں موازنہ مذاہب پر ایک کتاب تالیف کر رہا ہوں جس میں چالیس صفحات پر اسلام کا تذکرہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جس محبت، احترام اور عقیدت کے ساتھ میں نے نبیٔ اسلامؐ کا ذکر کیا ہے کسی اور غیر مسلم نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے کہا میں نے تو آپ کو کبھی غیر مسلم نہیں سمجھا۔ معلوم ہوتا ہے میرا یہ کہنا ان کے لئے اطمینان کا موجب ہُوا۔ کیونکہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد میں بتایا کہ انہوں نے میرزا صاحب سے بڑی خوشی کا اظہار میرے اس جملے پر کیا۔

جناب سردار گور درشن سنگھ صاحب نے وزیر خارجہ ہند جناب سردار سورن سنگھ صاحب کا مخلصانہ پیغام خوش آمدید کا دیا اور حکومت پنجاب کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ جب تک قواعد وضوابط کی مختصر رسمی تعمیل مکمل ہوئی۔ وزیر صاحب کی طرف سے کمال تواضع اور مہمان نوازی کا اظہار تمام قافلے والوں کے ساتھ ہوتا رہا۔ فجزاہ اللّٰہُ۔

سرحد سے قادیان تک کا سفر جناب وزیر صاحب کی ہمراہی میں اُن کی سرکاری کار میں طے ہُوا۔ تقسیم ملک کے بعد سڑک کے اس سفر میں مزید سہولتیں میسر آگئی ہیں۔ مثلاً امرتسر سے آگے جانے کے لئے امرتسر کے شہر یا اس کے حوالی میں سے گذرنا نہیں پڑتا۔ چھ ہرٹا سے ہی بائیں جانب کو ایک سڑک بنادی گئی ہے جو امرتسر کے گرد ہوکر ویر کا کے برابر جالندھر اور پٹھانکوٹ جانے والی سڑکوں سے جاملتی ہے۔ پٹھانکوٹ کی سڑک تو تقسیم سے پہلے بھی پختہ تھی لیکن بٹالے سے قادیان جانے والی سڑک بھی تقسیم کے جلد بعد پختہ کر دی گئی تھی۔ چنانچہ سرحد سے قادیان تک کا سفر بڑی سُرعت اور سہولت سے طے ہوگیا۔ فالحمدللہ۔

اس دوران۔ پھر قیام قادیان کے دوران اور واپسی کے سفر کے دوران دل کی جو کیفیت رہی وہ اہل دل سے پوشیدہ نہیں اور الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں۔ ہر درد آشنا دل پر آشکار ہے۔ بٹالہ سے پانچ چھ میل پر مینارۃ المسیح نظر آنے لگا۔ اور قادیان پہنچنے تک نگاہ اسی پر جمی رہی۔ قادیان کے موڑ سے جو پرانی سڑک شہر تک جاتی ہے وہ بھی پختہ بن چکی ہے لیکن ہم اس سڑک سے شہر میں داخل نہیں ہوئے۔ اس موڑ پر مُڑنے کی بجائے دو میل آگے بڑھ کر ایک نئی سڑک پر بائیں کو مُڑے یہ سڑک بیت الظفر کے مغرب میں ہو کر ... کے عین سامنے دارالانوار کی سڑک سے جاملتی ہے۔ اس طرح ہم دارالانوار کی سڑک سے نیک محمد خان۔ بھائی عبدالرحمن قادیانی اور مولوی عبدالمغنی خان رضی اللہ عنہم کے مکانات کے سامنے سے گذر کر احمدیہ چوک کی گلی تک پہنچے اور یہاں کار سے اُترے۔ اس مقام سے احمدیہ چوک میں سے گذر کر میرزا نظام الدین صاحب کے مکان کے دروازہ ... صحن کے آخر تک دو رویہ جماعت کے احباب اور غیر مسلم دوست قافلے کو خوش آمدید کہنے کے منتظر کھڑے تھے۔ ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحبان نے فرمایا تمہارے قیام کا تمام انتظام حکومت کی طرف سے ہم نے کیا ہُوا ہے۔ میں نے گذارش کی کہ میں تو یہاں اپنے تئیں مہمان نہیں سمجھتا اس لئے میرے قیام کے لئے کسی خاص انتظام کی ضرورت نہیں۔ حکومت کی طرف سے پیشکش کا ممنون ہوں لیکن میں احباب جماعت کے درمیان ہی اپنا وقت بسر کرنے کا خواہش مند ہوں۔ آخر اُن صاحبان کے اصرار پر میں نے دوسرے دن دوپہر کے کھانے کی دعوت اُن کی طرف سے شکریئے کے ساتھ قبول کرلی۔

منتظر احباب سے مصافحہ کرنے کے بعد مسجد مبارک میں دو نفل شکرانے کے ادا کئے جناب صاحبزادہ میرزا وسیم احمد صاحب نے کمال لُطف سے اس عاجز کو دارُالمسیح میں ٹھکانہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ فجزاہُ اللہ خیرًا فی الدنیا والاٰخرۃ اور اس طور پر اس عاصی تقصیر وار نے اپنے تئیں قدمت خیر قدوم و نزلت خیر مقام کا محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی سے مورد پایا۔ فالحمدُ للہ۔

کھانے اور ظہرین سے فارغ ہونے کے بعد قافلے کے تمام احباب بہشتی مقبرے میں حاضر ہوئے۔ مقبرے اور ملحقہ باغات کو نہایت عمدہ اور آراستہ شکل میں دیکھ کر درویشانِ قادیان اور منتظمین احباب کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں بلند ہوئیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ان کی تمام نیک مساعی کو مشکور فرمائے۔ آمین۔ جو چند ساعتیں اس موقعہ پر اور پھر دوسرے دن عصر کے بعد اس مقدس مقام پر میسر آئیں وہ عاجزانہ مناجات۔ استغفار۔ راز و نیاز کے پُر اسرار جذبات سے معمور تھیں۔ ان کی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی ؎

قلم را آں زباں نبود کہ سرِّ عشق گوید باز
ورائے حدِ تقریر است شرحِ آرزومندی

عشاء کے بعد مسجد اقصیٰ میں جناب امام بشیر احمد رفیق صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سلام اور پیغام احباب کو پہنچایا اور جلسہ سالانہ کے کوائف مختصر طور پر احباب کی خدمت میں گذارش کئے۔ خاکسار نے بھی چند کلمات احباب کی خدمت میں عرض کئے۔ خاکسار کا اندازہ ہے کہ اس مجلس میں کچھ غیر مسلم احباب بھی موجود تھے۔ کیونکہ مجلس کے برخاست ہونے پر ایک غیر مسلم صاحب نے خاکسار کے ساتھ اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے کہا ... سے آیا ہوں۔ (باقی ...)

خطبہ جمعہ

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں کہ اُس نے ہمارے جلسہ سالانہ کو بہت ہی بابرکت اور کامیاب بنایا

جو عظیم منصوبہ میں نے پیش کیا ہے اُس کے ماٹو حمد اور عزم ہیں جن کی برکت سے ہم نے اسلام کو غالب کرنا ہے

حمد کے ترانے گاتے ہوئے پختہ عزم کے ساتھ شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان اور اس تحریک میں مزید ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۸ ر صلح ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۸ ر جنوری ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوّذ اور سورۃِ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

ہمارے وجود کا ذرّہ ذرّہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہے۔ اس نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ہمارے جلسہ کو بہت ہی بابرکت بنایا۔ اور اس کی برکتوں سے نہ صرف اہلِ پاکستان کے لئے بلکہ دُنیا میں بسنے والوں کے لئے

رحمت کے سامان

پیدا کئے۔ جو دوست یہاں بیرونی وفود کی صورت میں یا جو دوست بیرونی ممالک میں بسنے والے احمدیوں کی نمائندگی میں یہاں پہنچے اور جلسہ میں شامل ہوئے تھے اُن میں سے قریباً سب واپس پہنچ چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حُسن اور اس کے احسان کے جو جلوے انہوں نے جلسہ کے ایام میں یہاں دیکھے تھے اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں میں اُن کے متعلق وہاں بسنے والے احمدیوں اور اُن کے دوستوں کو حالات بتانے شروع کر دئیے ہیں۔ یہاں جو تأثر انہوں نے ظاہر کیا وہ تو یہ تھا کہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ اِس تحریک کا یہ سالانہ جلسہ اِس قدر شان اور عظمت کا حامل اور اس قدر

برکتوں کے حصُول کا ذریعہ

بن جاتا ہے۔ بہرحال ہر ایک نے اپنی فطرت اور طبیعت کے مطابق اثرات قبول کئے اور اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق ان تأثرات کو اپنے اپنے ملکوں میں پھیلائیں گے۔

مَیں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کو یہ بتایا تھا کہ یہ عظیم منصوبہ جس کا مَیں اعلان کر رہا ہوں اس کا ماٹو (MOTTO) دو بنیادی حقیقتیں ہیں، جن کو ہم حمد اور عزم کے دو لفظوں سے پکار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم عاجز بندوں پر مہدیٔ معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ بڑی ہی رحمتیں نازل کرنی شروع کی ہیں۔ اور ہم حمد کے ترانے گاتے ہوئے پختہ عزم کے ساتھ اِس راہ پر گامزن ہیں۔ جس کی تعیین غلبۂ اسلام کے لئے آسمانوں سے ہوئی اور ہمارا ہر قدم اِس

شاہراہِ غلبۂ اسلام

پر آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے وہ دن آنے والا ہے جب اسلام ساری دُنیا میں غالب آئے گا اور تمام ملّتیں مٹ جائیں گی سوائے اسلام کے۔ جس کا گھر ہر انسان کا سینہ ہوگا۔ اور جس خدا کو اس نے پیش کیا اُس کی محبت میں ہر دل مستانہ وار اپنی زندگی گذار رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ جب وہ انسان کے لئے برکات اور رحمتوں کے سامان پیدا کرتا ہے اور انسان کی عاجز قربانیوں کو قبول کرتا ہے۔ تو وہ لوگ جو زمین کی پستیوں کی طرف جُھکنے والے اور آسمانی رفعتوں سے بے خبر ہیں وہ حسد کی آگ بھڑکاتے ہیں اور حسد کی یہ آگ ایک عقلمند مومن مسلم کیلئے یہ دلیل مہیا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی قربانیوں کو قبول کیا۔

بنیادی صداقت تو توحیدِ باری ہی ہے۔ باقی سب فروعات ہیں۔ بہرحال بنیادی صداقت اور اس بنیادی صداقت کی فروعات کو (جو صداقتوں کی شکل میں ہمارے سامنے آتی ہیں) جھُوٹ کے سہارے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی۔ نہ بنیادی صداقت کو تضاد یا اختلاف کا سہارا لینا پڑا۔ جب کسی دعوے کے خلاف، جب کسی حقیقت کو ناکام بنانے کے لئے جھُوٹ اور افتراء کا سہارا لیا جائے، اور ایک ایک بیان میں انسان کو دس دس تضاد نظر آئیں تو محض یہ فعل ہی کہ جھوٹ کا سہارا لیا گیا اور متضاد باتیں بیان کر کے صداقت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اس بات کی بیّن دلیل ہوتی ہے کہ جس چیز کے خلاف یہ مہم جاری کی گئی، جس کے خلاف جھوٹ باندھا گیا اور افتراء سے کام لیا گیا، متضاد باتیں بیان کر کے سُننے والے کے دماغ میں خبط اور الجھاؤ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی وہ یقیناً صداقت ہے۔ اور صداقت کو کسی جھُوٹ کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ صداقت یا صراطِ مستقیم کے ساتھ تضاد کا تخیّل اکٹھا ہو ہی نہیں سکتا — صداقت تو ایک سیدھی راہ ہے۔ اور

تضاد ایک ٹیڑھا راستہ ہے

کبھی دائیں طرف نکلتا ہے اور کبھی بائیں طرف نکلتا ہے۔ اور جو سیدھی راہ، درمیانی راہ، اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ جو اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی راہ ہے اس سے بھٹکتا ہے۔ کبھی دائیں طرف بھٹکتا ہے، کبھی بائیں طرف بھٹکتا ہے۔ بہرحال صداقت کو، صراطِ مستقیم کو، نہ تضاد کی ضرورت کبھی پیدا ہوئی، نہ جھوٹ کا سہارا لینے کی خواہش کبھی پیدا ہوئی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حقیقی اسلام کی ابدی صداقت پر قائم کیا۔ اُس نے محض اپنے ہی فضل اور رحمت سے اپنی صفات کی معرفت ہمیں عطا کی ہے۔ ہم اس کی عظمتوں کے پہچاننے کے بعد ہم کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اِس عظیم ہستی کی محبت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے کبھی ہمیں جھوٹ بولنے کی بھی ضرورت پڑے گی۔ صداقت اور سچائی اُسی ذات

حقیقی صداقت اور سچائی

کی طرف۔ حسین اعمال سے حُسن کے سرچشمہ کی طرف۔ نوعِ انسانی پر ہمیشہ احسان کرتے ہوئے محسنِ حقیقی کی طرف بُلانا ہمارا کام ہے۔ اور وہ جو جھوٹ کی طرف جھکتے ہیں تاکہ اس

صداقت کو مٹادیں وہ جو ایک ہی سانس میں متضاد باتیں بیان کرتے ہیں ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی ہدایت اور رحمت کے سامان پیدا کرے اور اس حقیقت کو وہ سمجھنے لگیں کہ جو سچ ہے، وہ جھوٹ کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ اور جو سیدھی راہ ہے اُس میں تضاد نہیں پائے جاتے۔ ٹیڑھا پن نہیں پایا جاتا جو ابھی مَیں نے اصولی باتیں بیان کیں اُن کے پس منظر کچھ واقعات ہیں جن کا ذکر کرنا مَیں مناسب نہیں سمجھتا۔ چونکہ ہمیں یہ نظر آیا کہ جس صداقت پر ہمیں اللہ تعالیٰ نے قائم کیا اور جس صداقت کو کبھی نہ تضاد نہ کذب و افتراء کی ضرورت پیش آئی۔ اس کے خلاف کذب و افتراء اور متضاد بیانات کا جاری ہو جانا ہمیں خدا تعالیٰ کی حمد سے معمور کر دیتا ہے۔ کیونکہ اُس نے ہمیں بتایا تھا کہ جب وہ کسی کوشش کو قبول کرتا ہے، کسی قربانی کو قبول کرتا ہے تو دُنیا میں حاسدوں کا ایک گروہ پیدا کر دیتا ہے جو حسد کی آگ کو بھڑکاتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ آگ اُس صداقت کو بھسم کر دے گی۔ جلا کر راکھ کر دے گی۔ حالانکہ حسد کی آگ مومنوں کے وجود میں

زندگی کی حرارت پیدا کرنے والی

ہوتی ہے۔ جس سے دُعائیں، گریہ و زاری کے ساتھ نکلتی ہیں۔ غلبۂ اسلام کے لئے بھی اور اِن لوگوں کی ہدایت کے لئے بھی۔ اس لئے ہمارے دِل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں۔ اور اُسی کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ معمور رہیں گے۔ جب تک کہ اس دُنیا کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ اور اسلام ساری دُنیا پر غالب آکر نوعِ انسانی میں سے ہر فرد کو اپنے احاطہ میں لے کر اس کی زندگی کو حقیقی انسان کی زندگی بنا کر کامیاب نہیں ہو جاتا۔ اور پھر نسلاً بعد نسلٍ انسانی تربیت کو کمال تک نہیں پہنچا دیتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اُس کی بشارتیں ہیں۔ یہ اس کے وعدے ہیں۔ اور وہ اپنے وعدوں کا سچّا ہے۔ یہ تو حمد کا حصّہ ہے۔ عزم کا جو حصّہ ہے اُس کا زیادہ تر تعلّق ہمارے نفوس کے ساتھ، ہماری جماعت کی کوششوں کے ساتھ، ہماری والہانہ حرکت کے ساتھ، ہمارے مستانہ وار نعروں کے ساتھ ہے۔ اِس یقین کی بناء پر کہ دُنیا کی کوئی طاقت خدا تعالیٰ کے اس منشاء اور تحریک کو ناکام نہیں کر سکتی۔

عزم کے محل استوار کرنا ہماری صفت ہے

اور اُسی سے ہی عظیم جدّ و جہد اور کوشش کے حسین اور صاحبِ احسان دھارے پھوٹ نکلتے ہیں۔ جو راہ کے ہر خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتے ہیں۔ اور مردِ مومن، مسلم، مجاہد اپنے مقصود کو پا لیتا ہے۔ اور جس وقت یہ حقیقت انسان کے سامنے آتی ہے۔ تو کمزور انسان بھی ایک پختہ اور مضبوط مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اِسی کو ہم عزم کہتے ہیں۔ اُس کے لئے ہم نے ایک اور منصوبہ بنایا ہے۔ جو دُعاؤں کے نتیجہ میں اور ہماری قربانیوں کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کے نتیجہ میں اور سچ تو یہ ہے کہ اسی کی رحمتوں کو جذب کرنے کے نتیجہ میں انشاء اللہ کامیاب ہو گا۔ پس یہ حمد اور عزم اگلے سولہ سال کے بلئے ہی ماٹو (MOTTO) ہیں۔ یہ دو چیزیں ہیں جن کی برکت سے ہم نے اسلام کو غالب کرنا اور نوعِ انسانی کے دِل خدائے واحد و یگانہ کے لئے جیتنا ہے۔

دوسری بات جو اس وقت میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ

وقفِ جدید کا نیا سال

یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔ وقفِ جدید حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خاص تحریک ہے۔ اس کے کام میں اتنی وسعت نہیں لیکن اس کے نتائج بڑے خوشکن نکل رہے ہیں۔ پاکستان میں لاکھوں ہندو بھی بستے ہیں۔ اور اُن کا یہ حق ہے کہ وہ لوگ، جو اسلام کو سچّا سمجھتے اور اس میں حقیقی صداقت پاتے ہیں اور اپنی زندگیوں میں اس کی برکات کو محسوس کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو بھی حلقۂ اسلام میں لانے کی کوشش کریں جو اس دائرہ سے باہر اور ان برکات سے محروم ہیں، لیکن کم ہیں جو اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ بہرحال جماعتِ احمدیہ پر یہ بھی فرض ہے۔ اور یہ بہت بڑا فرض ہے کہ وہ لوگ جو خدائے واحد و یگانہ اور ہمارے ربّ کریم سے دُوری کی وجہ سے اُس کی رحمتوں سے محروم ہیں، اُن کو خدائے واحد و یگانہ کی معرفت کے حصول میں مدد دی جائے۔ اور وہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچاننے لگیں اور ایک خوشحال اور مسرور زندگی دینی و دنیاوی ہر دو لحاظ سے گزارنے لگیں۔ بہرحال یہ ہمارا فرض ہے اور حتی الوسع ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت

وقفِ جدید کے نظام کے ماتحت

بعض ایسے علاقوں میں بھی اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں ہندو بستے ہیں۔ یہ تو ایک حقیر سی کوشش ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جو حقیر سی کوشش کی قبولیت کی علامات ہیں وہ یہ ہیں کہ اُس علاقہ کے ہندوؤں کی توجہ بڑی شدّت کے ساتھ اسلام کی طرف ہو رہی ہے اور وہاں کے سینکڑوں ہندو خاندان کلمۂ طیّبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے اور خدائے واحد و یگانہ سے محبّت کا تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ دو سال ہوئے وہاں ایک مقام پر اُن میں سے بعض کو بعض شر پسند ہندوؤں کی طرف سے اُن کے سامان پر بٹھا کر سامان کو آگ لگا کر جلانے کی کوشش کی گئی۔ اس وعدے کے ساتھ کہ اگر وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنا بند کر دیں گے تو یہ آگ بجھا دی جائے گی۔ اور اُن کو آگ میں جلایا نہیں جائے گا۔ لیکن وہ نو مسلم اسلام کی لذّت سے اِس طرح بھرے ہوئے تھے کہ انہوں نے دشمنانِ اسلام کی اِس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس جرأت کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے اُن کو جلایا نہیں۔ کیونکہ ایک کو جب جلانے لگے تو بہت سے اور آگے آگئے کہ ہم بھی ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں اور اگر جلانا ہے تو ہم سب تیار ہیں۔ ہم سب کو جلاؤ۔

پس اللہ تعالیٰ اس رنگ میں اس علاقہ کے ہندوؤں پر بڑا فضل کر رہا ہے اور اسلام کی طرف وہ مائل ہو رہے ہیں۔ اور یہ انتظام اس وقت وقفِ جدید کے ماتحت ہے اور

معلّمین وقفِ جدید

وہاں کام کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو مختلف مقامات پر وقفِ جدید کے معلّمین ہیں ان کے ذریعہ سے ان کی اپنی لیاقت کے مطابق کام لیا جا رہا ہے۔ وہ تربیت کا کام کر رہے ہیں۔ وہ بچّوں کو قاعدہ یسّرنا القرآن پڑھا رہے ہیں۔ نوعمر نوجوانوں کو قرآنِ کریم ناظرہ پڑھا رہے ہیں۔ جن کو ترجمہ نہیں آتا انہیں ترجمہ پڑھا رہے ہیں۔ ہزاروں احمدی تربیت کے لحاظ سے ان سے مختلف مقامات پر استفادہ کر رہے ہیں۔

اس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم تھوڑا سا زور اُس ہندو علاقہ میں اور لگائیں تو بظاہر ایسے حالات نظر آ رہے ہیں کہ شاید عنقریب ہزاروں کی تعداد میں وہ ہندو، مسلمان ہو جائیں۔ اِس وقت اُن پر اسلام میں داخل ہونے کے خلاف دو طرف سے زور پڑ رہا ہے۔ ایک تو اندرونی مخالفت ہے دوسرے بڑے بڑے امیر اور تاجر پیشہ ہندو جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اُونچی ذات ہے وہ اُن پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اور ان کے دباؤ کے نیچے ویسے تو وہ ہمیشہ سے غلاموں کی طرح تھے۔ وہ اُن کو قرض دیتے تھے اور سُود وصول کرتے تھے۔ بظاہر اُن پر احسان کرتے تھے اور اندر سے اُن کا خون چوستے تھے۔ اُن کا دباؤ بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ یہ لوگ اِس دباؤ کو قبول نہیں کر رہے۔ پس اُس جگہ

کام میں اضافہ ہونا چاہیئے

جس کے لئے پیسے کی بھی ضرورت ہے اور جس کے لئے مخلصین معلّمین واقفینِ زندگی کی بھی ضرورت ہے جو وقفِ جدید میں کام کرنے والے ہوں۔ کام میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ اور نتائج میں برکت پیدا ہو رہی ہے۔ اِس لئے ہمارے نوجوان اور وہ لوگ جو ہمّت اور عزم کے لحاظ سے جوان ہیں اُنہیں آگے آنا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے کاموں کے بوجھ کو اپنے کندھوں پر اُٹھانا چاہیئے۔

گزشتہ سال وقفِ جدید کے چندہ میں پچاس ہزار کچھ سو روپے کا اضافہ تھا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت ہمّت کرے اور اس سال یعنی سال رواں میں جو یکم جنوری سے شروع ہوا ہے۔ جس کا اس وقت مَیں اعلان کر رہا ہوں، ایک لاکھ روپیہ مزید دے دے۔ اور وقفِ جدید کو مَیں کہوں گا کہ جو آپ کی زائد آمدنی ہو اُسے اُس علاقہ میں خرچ کریں جہاں ہندو مسلمان ہو رہے ہیں تو آپ کے لئے

بڑی برکت کا باعث

ہے اور اسلام کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے پیار

کرتا ہے۔ وہ جو اس سے دور چلے گئے تھے۔ وہ جو اسے چھوڑ کر مورتیوں کی پرستش کرنے لگ گئے تھے۔ وہ اس کی طرف آئیں گے۔ تو اس کا پیار ان لوگوں کے لئے جلوہ گر ہو گا۔ اور اگرچہ یہ الفاظ اس عظیم ہستی جو ہمارا رب اور ہمارا خالق و مالک ہے کے لئے اس معنی میں استعمال نہیں ہو سکتے جس معنی میں ہمارے اپنے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم تمثیلی زبان میں یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی استعمال کر دیتے ہیں کہ ہمارا رب بھی بڑا خوش ہو گا۔ کہ اس کے بھٹکے ہوئے بندے اس کی طرف واپس آ گئے۔

پس اس اعلان کے ساتھ

وقفِ جدید کے نئے سال کی ابتداء

کا اعلان کرتا ہوں اس امید پر کہ جماعت ایک لاکھ روپیہ زائد چندہ اس وقفِ جدید کے انتظام کو دے گی۔ اور اس ہدایت کے ساتھ کہ وقفِ جدید والے اس کا بڑا حصہ اس علاقے میں خرچ کریں گے جہاں ہندو بستے ہیں اور اس وقت ان کی توجہ اسلام کی طرف ہے۔ اور اس توقع اور امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول کرے گا۔ اور ان اچھوتوں پر رحم کرے گا۔ جن کو انکے اپنے مذہب والوں نے دھتکار دیا اور جن کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے اسلام اپنے بازو پھیلائے ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے سائے کے نیچے انہیں یہ جماعت لانا چاہتی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں اس کی راہ میں اس مد میں بھی خرچ کرنے کی توفیق ملے۔ اور خدا کرے کہ ہماری یہ حقیر کوشش اس کے حضور قبول ہو۔ اور خدا کرے کہ اس کے نتائج بہت ہی شاندار نکل آئیں۔ اس سے زیادہ شاندار جتنی ہماری قربانیاں ہیں۔ جیسا کہ ہمارے ساتھ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک رہا ہے۔

درخواست دعا۔ خاکسار کی بڑی ہمشیرہ سیدہ رشیدہ خاتون ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اب حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے نیز خاکسار کی والدہ صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے تمام بزرگان کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ خاکسار۔ سید صباح الدین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

قادیان میں ناصرات الاحمدیہ مقامی کا ساتواں سالانہ اجتماع

حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ مدظلہا العالی کا نصیحت آمیز پیغام

دینی معلومات اور تقریری مقابلہ جات کا پُر لطف پروگرام

رپورٹ مرتبہ شُہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ قادیان

ناصرات الاحمدیہ قادیان کا ساتواں سالانہ اجتماع مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۷۴ء کو نصرت گرلز اسکول میں بعد نماز ظہر ٹھیک ڈیڑھ بجے شروع ہو کر بخیر و خوبی ختم ہوا الحمد للہ۔ نگران ناصرات کی درخواست پر اجتماع کی صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے فرمائی۔ آپ نے بچیوں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے چند ضروری نصائح سے ان کو نوازا۔ لجنہ اماء اللہ قادیان کی بہنیں کثرت سے تشریف لائیں۔ اور جلسہ کی کاروائی کو بے حد دلچسپی اور خاموشی سے سنتی رہیں۔

پروگرام کا آغاز عزیزہ امۃ الجمیل نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا عہد نامہ ایک چھوٹی سی بچی نے کھڑے ہو کر تمام بچیوں کو دہرایا عہدنامہ کے بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے افتتاحی دعا کرائی دعا کے بعد عزیزہ امۃ الرؤف نے "درثمین" میں سے
"حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی"
نظم کے دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔

پیغام حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ مدظلہا العالی

نظم کے بعد حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کا پیغام جو آپ نے خاص اس سالانہ اجتماع کے لئے بھجوایا تھا۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان نے نگران ناصرات الاحمدیہ کی درخواست پر بچیوں کو پڑھ کر سنایا (اس پیغام کا اصل متن اسی شمارے میں شائع کیا جا رہا ہے۔) اسی پیغام کے بعد خاکسارہ نگران ناصرات الاحمدیہ نے ۷۲ء تا ۷۳ء تک کی رپورٹ ناصرات الاحمدیہ تینوں گروپس کی پڑھ کر سنائی رپورٹ کے بعد معیار سوئم کی پانچ ننھی ننھی بچیوں نے اپنا جھنڈا پکڑ کر یہ ترانہ پڑھا۔

قدم قدم بڑھا کے چل
خدا سے لَو لگا کے چل

تقریری مقابلہ معیار سوئم

(عمر ۸ تا گیارہ سال)

چونکہ اس معیار کی لڑکیاں خدا کے فضل سے تعداد میں بہت زیادہ تھیں دوسرے آٹھ سال کی بچی اور گیارہ سال کی بچی کی سمجھ میں بہت فرق پڑ جاتا ہے اس کے پیش نظر اس گروپ کے دو حصے کر دیئے گئے۔ یعنی معیار سوئم گروپ A (عمر دس گیارہ سال) معیار سوئم گروپ B عمر (آٹھ نو سال)

ترانہ کے بعد معیار سوئم B کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ اس مقابلہ میں تیرہ لڑکیاں شامل ہوئیں۔ عنوانات تھے:۔

(۱) نماز
(۲) سچائی
(۳) مسجد کے آداب

ان چھوٹی چھوٹی بچیوں نے اپنے سفید لباس اور سرخ پیٹیوں میں نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ یکے بعد دیگرے اپنے اپنے عنوانات پر دو دو منٹ کی تقریر کی ججز کے فیصلے کے مطابق اس گروپ میں اوّل:۔ عزیزہ بشریٰ شوکت و طاہرہ شوکت
دوئم:۔ طیبہ مبارکہ، راشدہ پروین، شوکت منورہ
سوئم:۔ رضیہ بیگم
اور [illegible] انعام کی مستحق عزیزہ امۃ الرزاق بشریٰ قرار پائیں۔

تقریری مقابلہ معیار سوئم A

(عمر دس گیارہ سال)

معیار سوئم A کے تقریری مقابلہ میں پندرہ ۱۵ بچیوں نے حصہ لیا۔ اس گروپ کی تقریروں کے عنوانات اوپر والے ہی تھے ساری بچیوں نے بہت دلیری اور جرأت اور جوش کے ساتھ تقاریر کیں۔ ججز کے فیصلے کے مطابق:۔

اول:۔ راشدہ رحمان
دوئم:۔ نصیرہ سلطانہ و فریدہ بیگم پونچھی
سوئم:۔ مریم صدیقہ و بُشریٰ صادقہ
اسپیشل انعام:۔ طاہرہ مبارکہ و مبارکہ طیبہ

معیار دوئم کے تقریری مقابلہ کے بعد تین بچیوں راشدہ رحمان، محمودہ بیگم اور نصیرہ سلطانہ نے ایک دلچسپ دینی مکالمہ کیا جس میں ایک دوسرے سے احمدیت کے بارے سوال و جواب کئے۔ یہ مکالمہ بہت ہی پسند کیا گیا۔

تقریری مقابلہ معیار دوئم

(عمر ۱۲ تا ۱۵ سال)

اس کے بعد معیار دوئم کی پانچ لڑکیوں نے اپنا سبز رنگ کا جھنڈا پکڑ کر سفید لباس اور سبز پیٹیوں میں یہ ترانہ خوش الحانی سے پڑھا:۔

"میں احمدی بچی ہوں [illegible] ہوں"

اس ترانہ کے بعد معیار دوئم کا تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ [illegible] حصہ لینے والی بچیوں کی تعداد ۱۱ [illegible]۔ اس گروپ کے لئے مندرجہ ذیل تین عنوان مقرر تھے

(۱) سیرت حضرت [illegible] ام المؤمنین [illegible] بیگم
(۲) دعا کی اہمیت
(۳) [illegible]

[illegible] ججز کے فیصلہ کے مطابق:۔
اوّل:۔ عزیزہ [illegible]
[illegible]

تقریری مقابلہ معیار [illegible]

معیار دوئم کے [illegible]
[illegible]

کر خوشتس الحانی سے یہ ترانہ پڑھا۔
"ناصرات الاحمدیہ کیا مبارک نام ہے"
ترانہ کے بعد تقریری مقابلہ شروع ہوا مقابلہ کے مندرجہ ذیل عنوانات تھے۔

(۱) برکاتِ خلافت۔
(۲) بچوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے احسانات
(۳) ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم اور اس کا مستقبل

ججز کے فیصلے کے مطابق
اول:۔ عزیزہ مبارکہ شاہین
دوئم:۔ امۃ الکریم کوثر
سوئم:۔ امۃ العزیز
اور اسپیشل انعام کی حقدار صدیقہ قیصرہ قرار پائیں۔

۱۹۷۳ء میں ہونے والے امتحانات کے نتائج

تینوں گروپس کے تقریری مقابلہ کے بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے مقرر کردہ نصاب کے جتنے امتحانات ۱۹۷۳ء میں ہوئے اس کا نتیجہ بچیوں کو سنایا گیا۔

نتیجہ امتحان دینی کتب

(معیار اوّل)

اس امتحان میں ناصرات الاحمدیہ قادیان کی ۲۹ لڑکیاں شامل ہوئیں جس میں سے ۲۷ پاس ہوئیں۔
اوّل:۔ عزیزہ فریدہ عفت
دوئم:۔ امۃ القدوس اور نصرت سلطانہ
سوئم:۔ امۃ الکریم کوثر

(معیارِ دوئم)

اس معیار کی کل ۵۱ لڑکیاں امتحان میں شامل ہوئیں۔ جس میں سے ۴۷ پاس ہوئیں
اوّل:۔ عزیزہ منصورہ بیگم بدر
دوئم:۔ امۃ الہادی
سوئم محمودہ شوکت

(معیار سوئم A)

کل ۴۵ لڑکیاں امتحان میں شامل ہوئیں جس میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب پاس ہوئیں۔
اوّل:۔ عزیزہ راشدہ رحمان، قمر النساء فریدہ پونچھی
دوئم:۔ عزیزہ بشریٰ ربانی، علیمہ قریشی
سوئم:۔ امۃ الحفیظ حافظ آبادی، مبارکہ طیبہ فریدہ عفت

(معیار سوئم B)

کل ۱۹ لڑکیوں نے نصاب کے مطابق امتحان دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب پاس ہو گئیں۔

اول:۔ عزیزہ طیبہ مبارکہ۔ طاہرہ شوکت
دوئم:۔ رفیعہ بیگم
سوئم:۔ مبشرہ شوکت

نتیجہ امتحان حفظ قرآن کریم

(معیار اوّل)

اس گروپ میں ۲۸ لڑکیوں نے امتحان دیا۔ جنہوں نے بالکل صحیح تلفظ سے حفظ کیا ان کے نام یہ ہیں:۔
نسیم اختر، امۃ العزیز، بشریٰ بیگم صادقہ طیبہ، امۃ الباسط، رفعت سلطانہ عقیلہ عفت

(معیار دوئم)

اس گروپ میں ۵۸ لڑکیوں نے امتحان دیا۔ بالکل صحیح تلفظ سے حفظ کرنے والیاں جن کو انعام دیا جائے گا۔ یہ ہیں:۔
عزیزہ نادرہ نسرین، منصورہ بیگم بدر امۃ المومن۔ امۃ الباسط۔ محمودہ شوکت فردوس بیگم۔ طاہرہ صدیقہ۔ امۃ الکبیر ناصرہ پروین۔ شمیم اختر۔ امۃ الرفیق نعیمہ بشریٰ۔ امۃ الرشید۔ امۃ الکریم ناصرہ بیگم حافظ آبادی۔ منورہ عصمت امۃ الشکور۔ نصیر النساء، فرحت جہاں۔ امۃ القدیر شاکرہ۔ ناصرہ بیگم امۃ الجمیل، فرخندہ بیگم۔

(معیار سوئم A)

اس گروپ میں کل ۱۵ لڑکیوں نے امتحان دیا بالکل صحیح تلفظ سے حفظ کرنے والیاں جو انعام کی حقدار قرار پائیں وہ یہ ہیں:۔
طلعت شاہین۔ فریدہ پونچھی۔ سعیدہ بیگم بشریٰ صادقہ۔ مریم صدیقہ۔ امۃ الحی عارفہ سلطانہ۔ راشدہ رحمان۔ علیمہ قریشی۔ نصیرہ سلطانہ۔ بشریٰ نصرت

(معیار سوئم B)

اس میں ۱۹ لڑکیاں امتحان میں شامل ہوئیں انعام کی حقدار۔ عزیزہ مبشرہ شوکت۔ طاہرہ شوکت۔ طیبہ مبارکہ۔ امۃ الباری شوکت منورہ۔ راشدہ پروین۔ طاہرہ صدیقہ۔ راشدہ پروین عارف قرار پائیں۔

تقسیم انعامات

ہر سہ گروپس کے چھٹے سالانہ اجتماع کے تقریری مقابلہ میں اول، دوئم، سوئم آنے والی ممبرات کو نیز امتحان دینی کتب ۱۹۷۳ء میں اول، دوئم، سوئم آنے والی بچیوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ ۵ اکتوبر ۱۹۷۲ تا دسمبر ۱۹۷۳ء تک ہر گروپ میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والی لڑکی کو انعام دیا گیا۔

اجلاس میں باقاعدہ حاضر رہنے والی لڑکی

۱۹۷۳ء میں ہفتہ واری اجلاسوں میں جو بچی باقاعدہ حاضر رہی۔
گروپ اوّل:۔ عزیزہ فریدہ عفت
گروپ دوئم:۔ " منصورہ بیگم بدر
گروپ سوئم A:۔ " امۃ الحفیظ حافظ آبادی
" نصیرہ سلطانہ
گروپ سوئم B:۔ " شوکت منورہ۔ راشدہ پروین

اسی طرح ہر گروپ کی سیکرٹری کے انتخاب پر اجلاس کے لئے کام کرنے والی پروگرام سارا سال دلچسپی سے حصہ لینے والی دوران اجلاس خاموشی سے بیٹھ کر اجلاس کو سننے والی اور اچھا نمونہ پیش کرنے والی نیز چندہ ممبری میں باقاعدہ حصہ لینے والی باتوں میں مندرجہ ذیل لڑکیوں نے انعام حاصل کئے۔
گروپ اوّل:۔ عزیزہ امۃ القدیر۔ صدیقہ قیصرہ امۃ المجید نصرت۔ امۃ العزیز۔ فریدہ عفت
گروپ دوئم:۔ عزیزہ امۃ الرؤف۔ امۃ الجمیل طاہرہ صدیقہ
گروپ سوئم:۔ امۃ الحفیظ حافظ آبادی۔ نصیرہ سلطانہ۔ مریم صدیقہ۔ امۃ الشکور۔ امۃ الحمید

نوٹ:۔ ساتویں سالانہ اجتماع کے تقریری مقابلہ حفظ قرآن کریم اور دینی کتب کے انعامات انشاء اللہ ماہ نومبر ۱۹۷۴ء کے آٹھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر دیئے جائیں گے۔

اختتامی خطاب

تقسیم انعامات کے بعد حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بچیوں سے اختتامی خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے اجتماع کے بخیر و خوبی ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ہمیں ساتواں سالانہ اجتماع کرنے کی توفیق دی الحمد للہ۔ آپ نے دینی امتحانات میں حفظ قرآن کریم میں اور تقریری مقابلہ جات میں اول دوئم سوئم آنے والی بچیوں کو نگران ناصرات اور بچیوں کے والدین کو بچیوں کے انعام لینے پر مبارک باد دی بچیوں کو اس لئے کہ انہوں نے سال بھر کچھ سیکھا۔ اور اس وقت پروگرام میں حصہ لیا۔ نگران ناصرات کو اس لئے کہ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس قائم کردہ تنظیم کو ترقی دی۔ اور ماؤں کو اس لئے کہ انہوں نے اپنی بچیوں کو ذمہ داری کے ساتھ باقاعدہ اجلاس میں بھجوایا۔ سب سے پہلی نصیحت آپ نے بچیوں کو یہ کی کہ جلسہ کے شروع میں تم نے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کا وہ پیغام جو خاص اس موقعہ کے لئے تمہارے نام آیا ہے سنا۔ اس پیغام کے ایک ایک لفظ پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور جو نصائح آپ نے لکھی ہیں۔ ان پر عمل کر کے اپنے آپ کو اس کے مطابق بنانے کی کوشش کرو اس کے بعد آپ نے ناصرات کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ ہماری ناصرات الاحمدیہ کی ہر بچی کو مندرجہ ذیل صفات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کے حضور پانچ وقت کی نماز باوضو وقت کی پابندی کے ساتھ اور اس کے تمام آداب کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالو۔ نماز میں دعا کرنے کی عادت ابھی سے پیدا کرو۔ دعا میں سب سے پہلے اسلام کی ترقی اپنے پیارے خلیفہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے پھر اپنے والدین اور آخر میں اپنے لئے باقاعدہ دعا کیا کرو کہ اللہ! تو ہمارے اندر وہ نیک صفات پیدا کر دے جو ہمارے پیارے آقا ایک احمدی بچی کے اندر چاہتے ہیں۔ ہمیں سچ بولنے اور محنت کرنے کی عادت ڈال ہمارے دلوں میں اپنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی محبت ڈال اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھ آمین۔

دوسری صفت:۔ ہماری ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ کیونکہ سچائی دیانت داری سے اخلاق بنتے ہیں۔

تیسری صفت:۔ بچیوں کو اطاعت کا مادہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ جس کا مطلب تفصیل سے بچوں کو بتایا

چوتھی صفت:۔ اپنے اندر خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرو اور اپنے پیارے خلیفہ کے فرمان پر بلا فرق مذہب وملت خلق کی خدمت کرو آخر میں آپ نے بچیوں کو اس بھاری ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی اور یہ کہا کہ حضور کے فرمان پر ہر سال توجہ دلاتی ہوں اور ہمیشہ دلاتی رہوں گی کہ قرآن کریم ناظرہ اور پھر بڑی بچیاں باترجمہ پڑھیں الحمد للہ کہ ہماری مرکز کی بچیاں ناظرہ

پڑھ رہی ہوئی ہیں۔ اور ترجمہ بھی پڑھ رہی ہیں اسی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی روزانہ صبح کی نماز کے بعد عادت ڈالو قرآن کریم پڑھنے اور سُنانے میں تمہارے اندر دلیری پائی جائے۔ تم ہر مجلس میں بغیر کسی جھجک کے بلند آواز سے اور خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والیاں ہوں والدین اور نگران ناصرات کو بھی آپ نے توجہ دلائی کہ قرآن کریم پڑھتے وقت بچیوں کے تلفظ صحیح کرنے کی سارا سال کوشش کی جائے پس تم ان تمام صفات کا کامل نمونہ بنو تاکہ حقیقی طور پر ناصرات الاحمدیہ بن کر دین کی خدمت ہمیشہ کرنے والیاں بنو۔ آمین ٭

آخر میں خاکسار نے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور تمام حاضرات کا خلوص دل سے شکریہ ادا کیا۔ عہدنامہ کے بعد اختتامی دعا کرائی گئی۔

اس اجتماع پر محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان، محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ اور خاکسار نے مختلف تقریری مقابلہ میں ججز کے فرائض سرانجام دیئے۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کے کہنے پر خاکسار نے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کو بھی جج کے فرائض سرانجام دینے کے لئے بلایا۔ اور انہوں نے بچیوں کی تقریریں دفتر لجنہ اماء اللہ میں بیٹھ کر سُن کر فیصلہ فرمایا۔ فیصلہ جات کے بعد بچیوں کی تقاریر پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف کہ ان امور کو آئندہ مدنظر رکھا جائے توجہ دلائی۔ ہم نگران ناصرات الاحمدیہ ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت دے کر ہماری مزید راہنمائی فرمائی۔

اسکول کی عمارت کو خوبصورت جھنڈیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار لکھے ہوئے جھنڈوں سے ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں نے خود سجایا دروازے پر پتوں اور پھولوں سے خوبصورت گیٹ بنا کر "اھلاً وسھلاً و مرحبا" کا سبز جھنڈا لگایا گیا۔ اطفال الاحمدیہ کے دو بچوں عزیز وحیدالدین و مرزا کلیم احمد نے ہمارے کہنے پر ڈالیاں اور پھول لا کر گیٹ ایسے طریق پر بنایا ہے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بچیوں کے اندر وہ اوصاف پیدا کرے جس کی طرف معزّزہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور معزّزہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے ان کو توجہ دلائی ہے۔ اور آئندہ آٹھواں سالانہ اجتماع اس سے بہتر رنگ میں کرنے والیاں ہوں اور تینوں گروپس کی چاروں نگران کو بھی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی قائم کردہ اس تنظیم میں قادیان کی بچیوں کی نہایت اعلیٰ تربیت کر سکیں۔ آمین ثم آمین ٭

پیغام حضرت سیدہ ام متین صاحبہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میری عزیز بچیو! ناصرات الاحمدیہ!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ تمہارا سالانہ اجتماع مبارک کرے بچیوں کو میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع نہ کریں۔ کھیلنے کے لئے سارا سال ہے۔ مگر تھوڑے سے وقت میں اپنی عمر اور ذہانت کے مطابق فائدہ اٹھاؤ پروگراموں کو توجہ سے سُننے کی کوشش کرو۔ اگر سنجیدگی اور توجہ سے پروگراموں کو سنو گی۔ تو بہت کچھ حاصل کر سکو گی۔ اجتماع ہو یا کھیل کا میدان سنجیدگی وقار اور اخلاق کا ہر قدم پر مظاہرہ کرو کوئی غیر سنجیدہ بات کوئی وقار سے گرا ہوا فعل ناصرات الاحمدیہ کی شان کے شایاں نہیں۔

یہ یاد رکھو! آج بے شک تم بچیاں ہو لیکن آئندہ قوم کا مستقبل تم سے وابستہ ہے۔ یہ سیکھنے کی عمر ہے۔ یاد رکھنے کی عمر ہے اللہ تعالیٰ کا تم پر یہ عظیم الشان انعام ہے کہ تمہیں احمدی گھرانوں میں پیدا کیا۔ اسلام جیسی نعمت تمہیں عطا فرمائی مسیحائے زماں کی جماعت سے تمہیں وابستہ کیا۔ بے شک تم احمدی بچیاں ہو۔ ناصرات ہو لیکن حقیقت میں ناصرات الاحمدیہ نام کی مستحق تب کہلا سکتی ہو۔ جب اپنے عمل اپنے کردار اپنے اخلاق اپنی زندگی اور اپنی قربانیوں سے اس بات کا ثبوت دو گی کہ تم واقعی ناصرات الاحمدیہ ہو تم نے اسلامی تاریخ کے واقعات سُنے ہوں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل تھا۔ جنگ بدر میں اس کو دو بچوں نے قتل کیا تھا۔ جو بارہ بارہ سال کے تھے۔ کس جذبہ نے ان کو ابو جہل کے قتل پر اکسایا؟ صرف اسلام کی محبت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق نے پس ایسی ہی ایمان اور ہی عشق تمہارے اندر ہونا چاہیئے۔

عشق اور محبت گہرے تعلق سے پیدا ہوتے ہیں تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے صحابہ خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے حالات کثرت سے پڑھنے اور سننے چاہئیں جب تک علم نہ ہو جب تک پوری واقفیت نہ ہو۔ ان احسانات کا علم نہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے انسانیت پر کئے ہیں۔ آپ سے حقیقی محبت پیدا نہیں ہو سکتی بچوں پر آپ کے بے انتہا احسانات ہیں۔ آپ نے بچوں اور بچیوں کا ایک خاص مقام معاشرہ میں پیدا کیا۔ آپ سے پہلے عورت کی کوئی عزت نہیں تھی لڑکی کو نفرت اور حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ نے لڑکی کی عزت قائم کی لڑکی کا ماں باپ کے ورثہ میں حصہ رکھا لڑکی کی تعلیم اعلیٰ تربیت اور اچھی پرورش کی بے انتہا تاکید فرمائی۔ بار بار آپ کے احسانوں کا تذکرہ جب آپ سُنیں یا پڑھیں گی۔ تو خود آپ کے دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہو گا اور جب محبت کا جذبہ پیدا ہو گا تو اس کے نتیجہ میں آپ کی اطاعت اور آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو گا۔

ایک بچی اپنے ماں باپ سے کیوں محبت رکھتی ہے؟ اس لئے کہ اسے معلوم ہے کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے لئے قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا رب ماں باپ سے بھی بڑھ کر رحیم و شفیق ہے۔ اپنے ماں باپ سے بڑھ کر اپنے خدا سے محبت کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو شریعت کے سب احکام کا علم ہو تا غلطی سے یا لاعلمی میں آپ نافرمانی نہ کر بیٹھیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ کہ اگر آپ نہ آتے تو ہمیں اپنے خدا کا بھی کوئی علم نہ ہوتا آپ نے ہمیں بتایا کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ جس نے ساری کائنات پیدا کی جس نے ہماری ہدایت کے لئے انبیاء بھجوائے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کا جذبہ آپ کے دلوں میں پیدا ہو کہ آپ کے ذریعہ ہم نے صحیح اسلام کا چہرہ دیکھا۔ دنیا ایک بار پھر قرآن کو بھول کر اپنے خالق کو بھول کر اندھیروں میں پڑی ہوئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اندھیروں سے ہمیں نکالا۔ قرآن شریف کی روشنی سے پھر منور کیا۔ ہمیں بتایا کہ ہماری اصلاح صرف قرآن کریم پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ اپنے رب سے ہمارا تعلق صرف قرآن مجید کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ پس میری بچیو! قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دو ایک احمدی بچی بھی ایسی نہیں ہونی چاہیئے۔ جو ناظرہ قرآن صحیح نہ پڑھتی ہو۔ اگر تم اردو انگریزی اور دوسری زبانیں بچپن میں سیکھ سکتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ صحت سے قرآن مجید پڑھنا اور تلاوت کرنا نہ سیکھو۔ پھر جوں جوں بڑی ہوتی جاؤ نماز سیکھو نماز کے محض الفاظ یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک تمہیں معلوم نہ ہو کہ تم نماز میں اپنے رب سے کیا مانگ رہی ہو۔ نماز کا ترجمہ یاد کرو۔ جب نماز کا ترجمہ یاد ہو جائے تو تھوڑا تھوڑا کرکے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا شروع کرو۔ احمدیت کی تاریخ سے واقف ہو۔ اپنے عقائد و دلائل کے ساتھ آنے چاہئیں۔ اگر یہ سب باتیں تم لوگ سیکھو تو پھر تم اس قابل ہو سکتی ہو کہ احمدیت کے لئے قربانی دے سکو۔ بغیر علم کے عمل ممکن نہیں اور ایمان کو تازہ رکھنے کے لئے عمل بہت ضروری ہے۔ جس طرح پھول کے پودے کو زندہ رکھنے کے لئے بار بار قربانیوں کی ضرورت ہے۔ قربانیاں وقت کی بھی ہو سکتی ہیں مالی بھی ہو سکتی ہیں۔ بُری عادتیں چھوڑ کر نیک اخلاق اور نیک عادتیں اختیار کرنے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہیں۔

احمدیت میں آنے والی کتنی نسلیں قربانی پر قربانی دیتی چلی آئیں۔ اب تمہارا زمانہ ہے۔ اس وقت احمدیت کو ضرورت ہے تمہاری قربانیوں کی۔ پس خود دین سیکھو تا بڑی ہو کر دوسروں کو سکھا سکو۔ کفایت اور سادگی کی عادت ڈالو تا احمدیت کی خاطر چندے دے [illegible] دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی عادت ڈالو اور سب سے بڑھ کر [illegible] انشاء اللہ [illegible] کا جذبہ پیدا کرو [illegible] موعود علیہ السلام کی [illegible] اور حضرت [illegible] موعود علیہ السلام کی اطاعت [illegible] اللہ علیہ [illegible] الطاعت [illegible] بچپن سے عادت ڈالو۔ [illegible] سعادت سمجھو۔ یاد رکھو [illegible] خلافت کے تمہ [illegible] سے پرہیز کرو۔ ہمیشہ اپنی [illegible] صفائی کی عادت ڈالو [illegible] ہوں تو دل میں [illegible] پیدا ہوتی ہے۔ سپیچ کی عادت ڈالو۔

(باقی صفحہ ۸ کالم ۳ پر دیکھیں)

قادیان دارالامان میں یوم مصلح موعودؓ کی تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

اور علم و عمل میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا اور لجنہ اماء اللہ قائم فرما کر ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا۔ اور خدائی الہام زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام بتایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ گویا یہ دونوں ہی الہامی بشارتیں ایک ہی وجود کے ذریعہ پوری ہوئی تھیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے آپ کو تمام دنیا میں شہرت دی۔ اور آپ کے ماننے والے دنیا کے کونے کونے میں آپ کو یاد کر کے بے اختیار کہتے ہیں کہ

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

نیز قومیں اس سے برکت پائیں گی کی الہامی عبارت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپکا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ برکات حاصل کر کے آپؐ کے دین کو تمام دنیا میں پھیلانے کا ذکر کیا۔

اس اجلاس کی

چوتھی تقریر

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیر عنوان "پیشگوئی مصلح موعودؓ کا خدا تعالےٰ کی قدرت رحمت اور قربت کا نشان ہونا" کی فاضل مقرر نے پیشگوئی مصلح موعود کو ہی خدا تعالےٰ کی قدرت کا نشان ثابت فرماتے ہوئے بتایا کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا سائنسدان، نجومی اور جیوتشی ایسی خبر نہیں دے سکتا کہ بچہ پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں اور کسی کے دائرہ اختیار میں ایسی قدرت نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کا نشان رحمت ہونا ثابت فرماتے ہوئے۔ بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا وجود تمام لوگوں کے لئے باعث رحمت تھا۔ کیونکہ آپ کے طفیل تمام اقوام تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا۔ نیز آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نشان قربت تھے۔ جس طرح پیشگوئی میں ہی خدا تعالےٰ نے "مظہر الحقّ والعلاء کانّ اللہ نزل من السّماءِ" فرما دیا ہے۔ آپ کو خدا تعالےٰ کا اس قدر قرب حاصل تھا کہ بڑے سے بڑے فتنہ یا خطرہ سے آپ کبھی گھبرائے نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا ہے کہ "الا انّ اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون"۔ اسی کے مطابق انتخاب خلافت کے متعلق جو فتنہ اُٹھا۔ پھر مصریوں کا اور احراریوں کا فتنہ اُٹھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی تائید فرما کر نشان قربت ظاہر فرمایا۔

اس کے بعد عزیز محمد یوسف صاحب بٹ نے نظم پڑھی۔ اس اجلاس کی

پانچویں تقریر

عزیز رفیق احمد صاحب گجراتی کی "حضرت مصلح موعود کے کارنامے" کے عنوان پر تھی عزیز موصوف نے کم سنی کے باوجود مصلح موعود کے چیدہ چیدہ کارنامے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مصلح موعودؓ کی تمام عمر اسی کوشش میں گزری کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آجائے

اس کے بعد

چھٹی تقریر

مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری کی تھی آنموصوف کی تقریر کا عنوان "تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا و کان امراً مقضیا" تھا محترم مولوی صاحب موصوف نے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی تشریح بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ پیشگوئی کی اس آخری عبارت میں حضرت مصلح موعود کے حسن انجام کی طرف اشارہ ہے اس موقعہ پر مقرر نے حضرت مصلح موعودؓ کے الہام "موتُ حسن موتُ حسنٌ فی وقت حسنٍ" کو پیش فرما کر بتایا کہ آپ کی موت حضرت حسنؓ کی موت کی مانند ہوگی اور وہ وقت بھی بہت اچھا ہوگا۔ یعنی جس طرح وہ عظیم کارنامے کر کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا تو اس کا انجام اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ اور جماعت نے اس امر کا مشاہدہ آپ کی وفات کے وقت ہی کر لیا کہ کس طرح شمع احمدیت کے پروانے جوق در جوق ربوہ میں جمع ہونے لگے۔ اور مصلح موعودؓ کی دی ہوئی تربیت کے نتیجہ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور کسی طرح کا اختلاف پیدا نہ ہوا۔

پھر آپ نے "امراً مقضیا" کی تشریح بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ دراصل خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دے دی تھی کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ کیونکہ جب کوئی انسان اپنے اعمال کے نتیجہ میں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالےٰ کا فضل اس بندے پر اس رنگ میں بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بیماری کے وقت وہ بندہ غیر معمولی صبر اور ثبات قدمی کا نمونہ دکھاتا ہے۔ اس طرح بندے کا یہ فعل اس کے روحانی درجات کے بلند ہونے کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ مصلح موعود کی آخری علالت اور حضور کا صبر و ثبات حضور کے درجات کی بلندی کا باعث ہوا۔ "وکان امراً مقضیا" کے تحت اللہ تعالےٰ نے آپ کے روحانی درجات کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ یہ دراصل خدا تعالےٰ کی تقدیر تھی۔ جو پوری ہو کر رہنی تھی جسکی خدا تعالےٰ نے قبل از وقت خبر دے دی تھی۔

محترم صاحبزادہ صاحب کا خطاب

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے تشہد و تعوذ و سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے پر لطف خطاب میں پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق ۱۹۴۴ء میں حضورؓ پر الٰہی انکشاف کا ذکر کرتے ہوئے پوری تفصیل سے ان جلسوں کی روئیداد نئی پود کے علم کے لئے بیان فرمائی۔ جو اسی سال پہلے ہوشیار پور پھر لدھیانہ، لاہور اور دہلی میں، منعقد ہوئے۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ کس طرح باوجود شدید مخالفت کے سب جلسے بفضلہ تعالےٰ کامیاب رہے۔ اور حضرت مصلح موعودؓ نے سب جگہ اس پیغام کو پہنچایا جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے۔ خطاب کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت مصلح موعود کی ابتدائی عمر میں کمزوری صحت کا ذکر کر کے بتایا کہ اسی سبب سے حضورؓ کلاس کی پڑھائی میں کمزور رہتے رہے۔ جب کسی نے اس کا ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ تو ظاہری تدبیر ہے جو ہم نے اسکول میں داخل کر دیا ہے۔ اصل علم خدا تعالےٰ اس کو خود دے دیگا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جو کچھ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے موعود بیٹے کے بارے فرمایا تھا۔ وہی ہوا۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے ہی علوم سیکھے۔ اور دنیا کو سکھائے اس کے بعد آپ نے سیّد اختر احمد صاحب اور یوی کے لئے دعا کی درخواست کی کہ وہ بیمار ہیں ہسپتال میں داخل کئے جا رہے ہیں

آخر میں حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل نے اختتامی خطاب میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیان فرمودہ بعض واقعات بابت مصلح موعودؓ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ میں خود ان میں حاضر تھا۔

صدارتی تقریر میں آپ نے حاضرین سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو بھی ان بزرگان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور یہ جلسہ بخیر و خوبی پونے ایک بجے کے قریب اختتام پذیر ہوا اگرچہ اس جلسہ کی کاروائی میں پردہ کی رعایت سے خواتین بھی شریک تھیں تاہم بعد نماز ظہر و عصر نصرت گرلز اسکول میں خواتین کا اپنا بھی جلسہ ہوا جس کی رپورٹ آئندہ اشاعت میں آئے گی رپورٹ مرتبہ ہے۔ (جاوید اقبال اختر)

اخبار قادیان

قادیان یوم مصلح موعود کی تقریب سعید کے سلسلہ میں مقامی طور پر مجلس خدام الاحمدیہ نے ایک خاص پروگرام بنایا چنانچہ ۱۸ر فروری کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں خدام کا تقریری مقابلہ ہوا جس میں ۱۷ خدام نے حصہ لیا۔ ۱۹ر فروری کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں اطفال الاحمدیہ کا ایسا ہی تقریری مقابلہ ہوا۔ ۱۹ اطفال نے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔

۲۰ر فروری کو لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام مسجد اقصیٰ میں ایک کامیاب جلسہ منعقد ہوا جس کی مفصل رپورٹ اس پرچہ میں دوسری جگہ دے دی گئی ہے۔ اسی روز بعد نماز ظہر نصرت گرلز اسکول میں لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام خواتین نے جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا جسکی رپورٹ آئندہ اشاعت

۱۸، ۱۹، ۲۰ر فروری تین دن بعد نماز عصر خدام و اطفال کے مختلف ورزشی مقابلوں کا پروگرام رہا۔ جس میں سائیکل ریس، نشانہ غلیل اور رسہ کشی کے مقابلے خاص دلچسپی کا موجب رہے

۲۱ر فروری کو بعد نماز عشاء خدام و اطفال کا ترم کا ذہانت کا مقابلہ ہوا۔ جس میں خدام الاطفال نے حصہ لیا بڑا دلچسپ پروگرام رہا۔ ۲۲ر فروری کو بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے جلسہ گاہ میں جملہ مقابلوں میں اول دوم آنے والے خدام و اطفال کو انعامات تقسیم کئے۔

قادیان ۲۵ر فروری۔ مکرم چوہدری سکندر خان صاحب کی اہلیہ صاحبہ اچانک آنکھوں میں موتیا کی شدید تکلیف ہو جانے پر بیمار ہو گئیں امرتسر وی جے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے احباب دعا فرمائیں۔

بقیہ صفحہ (۷)

تکبر اور غرور کو پاس نہ پھٹکنے دو۔ ہر ایک کی ہر وقت مدد کرنے کو تیار رہو۔ مدد سے مراد پیسے نہیں۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے مدد کرنے کیلئے تیار رہو۔ رحم دلی اور خوش خلقی اور خوش گفتاری تمہارا وصف ہونا چاہیئے۔ تمہاری پیشانیوں سے وہ نور چمکے کہ دور سے ہی دیکھ کر ایک انسان کہہ اُٹھے کہ نہ صرف یہ ناصرات الاحمدیہ ہیں بلکہ ناصرات انسانیت بھی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر کو ہمیشہ اپنے مدّ نظر رکھو

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار

آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

خدا کرے جب آپ کے عمل کا زمانہ آئے آپ حقیقت میں دین کا ستون [illegible]

خاکسارہ

مریم صدیقہ

صدر لجنہ مرکزیہ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۳ء

قسط دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کامیاب کسرِ صلیب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ اور نہایت اہم جزو یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق حضرت حوّا اور حضرت آدم نے جنّت کا ممنوعہ پھل کھا کر گناہ کیا تھا اور یہ گناہ تمام نسلِ انسانی میں سرایت کر گیا۔ لہٰذا سب آدم زاد گنہگار قرار پائے۔ اس طرح سب انسان پیدائش سے ہی اپنے ناکردہ گناہوں کے سبب لعنتی بن گئے۔

اب خدا کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہر گنہگار کو سزا دے اور اُسے لعنت کا مستوجب ٹھہرائے۔ مگر اُس کے رحم کا تقاضا ہے کہ اُسے سزا نہ دی جائے۔ اور لعنتی بننے سے بچالے۔

اِس طرح خدا تعالےٰ کے یہ دونوں متضاد تقاضے یعنی عدل اور رحم ایک لمبے عرصے تک کشمکش میں رہے۔ اِس اُلجھن میں خدا ہزاروں سال تک مبتلا رہا۔ بالآخر آج سے قریباً دو ہزار سال قبل خدا کو ایک ترکیب سوجھی اور اس نے یوں کیا کہ اپنے بے گناہ اور اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو دُنیا میں بھیجا اُس نے انسانوں کے گناہوں کی سزا یعنی لعنت کو اپنے سر پر اٹھالیا۔ اور گنہگاروں کی جگہ خود لعنتی بنے۔ اور اسی لعنت کا طوق لے کر صلیب پر جان دے دی۔

چنانچہ پولوس نے لکھا ہے:-

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں ۳: ۱۳)

اب اِن عیسائی پادریوں سے کوئی پوچھے کہ اُن کے خدا نے یہ تمام پاپڑ بیلے اس لئے کیا کہ خدا کا عدل اور رحم دونوں قائم رہیں۔ لیکن یہ کہاں کا عدل و انصاف ہے کہ گنہگاروں کو چھوڑ کر بے گناہ یسوع مسیح کو سزا دی جائے۔ اور یہ کہاں کا رحم ہے کہ عام آدمی کو چھوڑ کر اپنے اکلوتے بیٹے کو عذاب میں ڈال دیا جائے۔

گویا کہ موجودہ عیسائیت ساری کی ساری مختلف قسم کی الجھنوں اور مخمصوں کا مجموعہ ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کسی بھی عقیدے میں عقل کو دخل نہیں ہے۔

غرض موجودہ عیسائیت کی بنیاد حضرت مسیح کی صلیبی موت پر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو صلیبی موت کے بعد ان کے دوبارہ جی اُٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اِس صورت میں موجودہ عیسائیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ پولوس نے خود لکھا ہے:-

"اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ ہے۔"

(کرنتھیوں ۱۴: ۱۵)

اِسی طرح عیسائیت کے مشہور امریکن مناد پادری زویمر نے اپنی عربی تصنیف — "البتر العجیبُ فی نحر الصلیب" میں لکھا ہے:-

"فاذا کان ایماننا هٰذا خطأً کانت مسیحیّتنا بجعلتها باطلة۔"

یعنی مسیح کا صلیب پر مرنا اور اس کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ثابت نہ ہو تو پھر ہماری ساری عیسائیت باطل اور جھوٹی ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت کاسرِ صلیب کی للکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاسرِ صلیب نے اہلِ صلیب کو ان کی شہ رگ سے پکڑا اور یہ اعلان فرمایا:-

"تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل دو۔ اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابنِ مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے .... جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دوگے اور عیسائیوں کے دِلوں میں نقش کر دوگے تو اس دن سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہوا ...... اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اُس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہَوا چلا دے۔ اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدوں کے موافق تُو آیا ہے۔ وکان وعدُ اللّٰہ مفعولاً۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

آپؑ نے نہ صرف یہ اعلان فرمایا بلکہ اناجیل۔ کتب اہل قدیم اور تاریخی شواہد سے ایسے یقینی اور قطعی طور پر ثابت فرمایا کہ حضرت یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ۱۲۰ سال کی عمر میں اُن کی طبعی وفات ہوئی ہے۔

اب آئیں! ہم دیکھیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر کسرِ صلیب کی اِس مہم کو کس شاندار طریق پر سر کر لیا یعنی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچائے جانے کو کس طرح ثابت فرمایا ہے۔

صلیبی واقعہ کی تفصیل

قبل اس کے کہ اناجیل کے حوالوں کی روشنی میں صلیبی واقعہ کی تفصیل بتا دی جائے یہاں ایک اہم اور ضروری بات قابلِ ذکر ہے۔ مسیحیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیحؑ کی آمد کی غرض گنہگاروں کے گناہ اپنے سر لے کر صلیبی موت مرنا ہی ہے تو آپ کو اپنے اِس مشن کی تکمیل میں خوشی خوشی صلیب پر چڑھ کر جان دینا چاہیئے تھا لیکن اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے بارے میں آپ بہت خوفزدہ رہتے ہیں اور نہایت غمگین ہو کر خدا کے آگے تضرع اور عاجزی سے جان کنی کی حالت میں دُعائیں کرتے رہتے تھے اور اپنے شاگردوں کو دُعا کرنے کی تحریک کرتے رہے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"(مسیح) گھٹنے ٹیک کر یوں دُعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تُو چاہے تو (موت کا) یہ پیالہ مجھ سے ہٹالے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو .... اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ جب دُعا سے اُٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔"

(لُوقا ۲۲: ۴۱-۴۵)

اِسی طرح لکھا ہے:-

"یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

(متی ۲۷: ۴۶)

ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ اور اس دردناک اور لعنتی موت سے بچنے کے لئے رو رو کر اضطراب کے ساتھ دعائیں مانگتے رہے۔

اب عیسائی حضرات ہی اس اُلجھن کو حل کر سکتے ہیں کہ ایک طرف ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کا مشن صلیب پر جان دے کر دنیا کو گناہوں سے پاک کرنا تھا اور دوسری طرف حضرت مسیح صلیب پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ ذرا بتائیں تو سہی کہ یہ تضاد کیوں؟ کیا حضرت مسیح اپنے مشن کی تکمیل میں کوتاہی کر رہے تھے؟

ایک اور بات اِس ضمن میں یہاں قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مسیح کی یہ تضرعانہ دعائیں قبول ہوئیں یا نہیں؟

اگر قبول ہوئیں تو آپ کو صلیبی موت سے جو ایک لعنتی موت بتائی گئی بچنا چاہیئے تھا۔ اور اگر قبول نہیں ہوئیں تو آپ کی صداقت اور راستبازی مشکوک ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور آپ بھی گنہگاروں میں ثابت ہو جاتے کیونکہ انجیل کہتی ہے:-

"خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا۔ لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو وہ اس کی سُنتا ہے۔"

(یوحنا ۹: ۳۱)

اب ہمارے اور نصاریٰ کے درمیان اِس بات پر فیصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے بچنے کی دعائیں قبول ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر قبول نہیں ہوئیں اور آپ لعنتی موت مرے تو آپ کا راستباز اور خدا پرست ہونا محال ہو جاتا ہے۔

اگر یہ دعائیں قبول ہوئیں تو پھر عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر جان دے کر ملعون قرار پائے اور اس طرح عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے پھر سر ایک جھوٹی کہانی بن کر رہ جاتی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی

دعائیں قبول فرما کر صلیبی موت سے نجات عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"اُس نے (مسیح نے) اپنی بشریت کے دنوں میں زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دُعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی"۔

(عبرانیوں ۵ : ۷)

اسی طرح لکھا ہے :-

"یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا اے باپ! مَیں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سُنتا ہے"۔

(یوحنا ۱۱ : ۴۱)

اِن حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے حضرت مسیح کی اِن دُعاؤں کو قبول فرمایا اور صلیبی موت سے نجات دی اور اس طرح یسوع مسیح کی صلیبی موت کے ذریعہ جس کفارے کی عمارت کھڑی کی گئی تھی جس پر عیسائیت کی بنیاد ہے منہدم ہو کر پیوستِ زمین ہو گئی ہے۔

اب آیئے کہ انجیل کے حوالوں سے ہی یہ دیکھیں گے کہ صلیبی واقعہ کس طرح رُونما ہُوا۔ اور اس کا انجام کیا ہُوا؟

صلیبی واقعہ

یہودیوں نے مسیح کو پکڑ کر جس حاکم کے سامنے پیش کیا تھا اس کا نام پلاطوس ہے۔ اور وہ دِل سے مسیح کا خیر خواہ تھا۔ اس نے مسیح کو اِس دردناک عذاب سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ اِس کے لئے انہوں نے جو تدبیر کی تھی یہ ہے کہ جس دن مسیح کو صلیب دیا جانا مقرر کیا گیا تھا۔ اُس کا دوسرا دن یہودیوں کے لئے ایک خاص تہوار کا دن تھا اور یہ دِن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا تھا۔ اِس موقعہ پر ہر سال رومی سلطنت یہود کو خوش کرنے کے لئے ایک قیدی چھوڑا کرتی تھی۔ اِس تقریب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پلاطوس نے بہت کوشش کی کہ اِس رعایت کے پیشِ نظر مسیح کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن یہودیوں نے اِس تجویز کو نہیں مانا۔

اسی دوران پلاطوس کی بیوی نے ایک خواب دیکھی کہ فرشتے بار بار آ کر یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ شخص بے گناہ ہے اُسے سزا نہ دی جائے۔ ورنہ مر جاؤ گے (متی ۱۹ : ۲۷)

اس خواب نے پلاطوس پر اور زیادہ اثر کیا لیکن اپنی کوششوں کے باوجود بالآخر یہودیوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر انہیں صلیب کی سزا سُنانی ہی پڑی۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ دھو کر اس گناہ سے اپنی بریّت کا اظہار کیا۔

جب یہودی مسیحؑ کو لے کر صلیب کے مقام پر پہنچے تو انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ اُس وقت چھٹا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے تین اور چار بجے شام کا وقت تھا اور مغرب سے خصوصی تہوار کا دن شروع ہو جاتا تھا۔ یہودیوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اگر کوئی اس سبّت کے دن صلیب پر لٹکا رہے تو خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

چنانچہ دو تین گھنٹے کے بعد ہی پلاطوس نے یہودیوں کو توجہ دلائی کہ اگر یہ صلیب پر لٹکا رہا اور تہوار کا خصوصی دِن شروع ہو گیا تو تم پر عذاب نازل ہو گا۔

اِدھر خدا تعالیٰ نے یکدم ایسی زور کی آندھی چلائی جس سے چاروں طرف تاریکی چھا گئی۔ (مرقس ۱۵ : ۳۳)

یہ دیکھ کر یہودی اور بھی ڈر گئے اور انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ اب ان کو اتار لیا جائے۔ (یوحنا ۱۹ : ۳۱)

اِس طرح مسیح کے صلیب پر لٹکے رہنے کا کُل وقت تین ساڑھے تین گھنٹے بنتا ہے اس مختصر عرصہ میں صلیب پر کوئی مر نہیں سکتا۔

حضرت مسیح کو صلیب پر سے اُتارنے کے بعد مسیح کا جسم آپؑ کے دوستوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ دُشمنوں کے نہیں۔ (یوحنا $\frac{19}{38}$)

پھر یہ بھی قاعدہ ہوتا تھا کہ جو صلیب پر سے زندہ اتارا جاتا تھا اس کے پاؤں کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں۔ مگر پہرہ داروں نے جو آپ کے مُرید ہی تھے آپ کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔ جب حضرت مسیح کو صلیب پر سے اتارا گیا تو ایک سپاہی نے آپ کی پسلی میں آہستہ سے نیزہ مار کر دیکھا تو اس میں سے خون اور پانی یعنی بہتا ہُوا خون نکل آیا۔ (یوحنا باب ۱۹ : ۳۱) جو آپ کی زندگی کی علامت تھی۔ اس لئے کہ مُردہ جسم میں سے خون کا نکلنا ایک امرِ محال ہے۔

حضرت مسیح کو صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد یوسف آرمیتیہ نے جو مسیح کے شاگرد تھے ایک قبر نما کمرے میں لے جا کر رکھ دیا۔ وہ قبر ایک کھلی کوٹھڑی تھی جو چٹان میں کھودی ہوئی تھی۔ (متی ۲۷ : ۱۰) تاکہ لوگوں کو شبہ نہ ہو اور ہوا کی آمد و رفت بھی جاری رہے۔

حضرت مسیح اس قبر نما کمرے میں تین دن رات آرام کرنے کے بعد بھیس بدل کر باہر نکلے۔ جب وہ اپنے حواریوں کے پاس آئے تو انہیں یقین نہیں آیا کہ واقعی یہ اُن کے یسوع مسیح ہیں۔

اس پر آپ نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے مچھلی کا ایک ٹکڑا اور کچھ شہد کھانے کو دیا۔ اور آپ نے اُن کے سامنے اُسے کھایا۔ اور اپنے شاگردوں کو اپنے زخم دکھائے۔ جو صلیب دیئے جانے کے وقت ہاتھوں اور پیروں میں لگ گئے تھے۔ اِس طرح انہیں یقین دلایا کہ آپ مسیح ہی ہیں کوئی رُوح نہیں۔ (یوحنا باب ۲۰ : ۲۴ - ۲۹)

اِن تمام واقعات اور حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ زندہ اُتار لیئے گئے تھے۔

صلیب پر فوت ہو جانا اور تین دِن مرے رہنا اور اس کے بعد زندہ آسمان پر اُٹھا لیا جانا اور صلیبی موت پر ایمان لانے کے نتیجہ میں نجات ملنے کی اُمید رکھنا جس پر ساری عیسائیت کا دارومدار ہے۔ محض قصّے اور کہانیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ بچ نکلے تھے تو پھر اس کے بعد آپ کہاں گئے؟

اِس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح کی آمد کی غرض کیا تھی۔ کیا آپ نے اپنا مشن پورا کیا تھا یا نہیں؟ یسوع مسیح کی آمد کی غرض یہ بتائی گئی ہے کہ، آپ فرماتے ہیں :-

"مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کِسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔

(متی باب ۱۵ : ۲۴)

"مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوش خبری سُنانی ضروری ہے۔ کیونکہ مَیں اسی لئے بھیجا گیا ہوں"۔ (لوقا باب ۴ : ۴۸)

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ مجھے اُن کو لانا بھی ضروری ہے"۔ (یوحنا باب ۱۰ : ۱۶)

اِن حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا مشن بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں یعنی یہود کے اُن سب قبائل کے لئے تھا جو آپ کی بعثت کے وقت فلسطین سے لیکر ہندوستان تک کے مشرقی ممالک میں منتشر اور پراگندہ کر دیئے گئے تھے۔

حضرت مسیح کی آمد کے موقعہ پر فلسطین میں بنی اسرائیل کے ۱۲ قبائل میں سے صرف دو قبیلے ہی رہائش پذیر تھے۔ اِس لئے یسوع کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اُن علاقوں کا سفر کرنا بھی ضروری تھا جہاں باقی دس قبائل آباد تھے۔ دراصل یہی قبائل اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں تھیں۔

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کی طرف روشنی ڈالی تھی کہ واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضور صلعم فرماتے ہیں :-

"اَوْحَی اللّٰہُ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لأن لا تُعْرَفَ و تُؤْذٰی"

(کنز العمال حصہ دوم صفحہ ۳۴)

یعنی خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰ تُو یہاں سے چلا جا۔ یعنی اس مقام سے ہجرت کر تاکہ تُو دشمنوں کو پہچانا نہ جائے اور اس طرح تجھے یہ لوگ دوبارہ تکلیف میں مبتلا نہ کریں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف ناقابلِ تردید تاریخی شواہد سے یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی واقعہ کے بعد مشرقی علاقہ کی طرف نکل گئے تھے۔ اور فارس۔ افغانستان تبت وغیرہ ہوتے ہوئے کشمیر چلے گئے۔ اور وہاں ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ اور آپ کی قبر سری نگر (کشمیر) محلہ خانیار میں موجود ہے۔

اِس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں نہایت شاندار اور ناقابلِ تردید رنگ میں اس حقیقت سے پردہ ہٹایا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اِس انکشاف کے بعد مختلف محققوں اور مؤرخوں نے جدید انکشافات اور نئی نئی تحقیقات کے ذریعہ اس حقیقت کو اور زیادہ واضح رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ مشرق کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ صحائفِ قمران۔ صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد آپ پر لپیٹے گئے کفن پر کی گئی تحقیقات۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں شائع شدہ یسوع مسیح کے بڑھاپے کی تصویریں یہ سب ان ہی انکشافات کی کڑیاں ہیں۔ غرضکہ یہ سب تابوتِ عیسائیت پر لگائی جانے والی کیلیں ہیں۔

حال ہی میں مدراس سے نکلنے والے کثیر الاشاعت انگریزی روزنامہ "The Mail" کی مورخہ ۳ فروری ۷۴ء کی اشاعت میں مسٹر او۔ این کول نے Christ was buried in Kashmir یسوع مسیح کشمیر میں مدفون ہوئے اور German diaries throw new light جرمن دستاویزات نئی روشنی دیتی ہیں۔" کے دوہرے عنوان پر اِس سلسلہ میں تاریخی شواہد کی مدد سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ (باقی)

پروگرام دورہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال قادیان

جملہ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ شمالی ہند کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال مورخہ ۵/۳/۷۴ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بہار۔ بنگال و اڑیسہ کی جماعتوں کے مالی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ وہ اپنے دورہ میں پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی وطوعی کے علاوہ "صد سالہ جشن فنڈ" کی بھی تحریک فرمائیں گے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جملہ عہدیدارانِ جماعت سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۵/۳/۷۴	بھوبنیشور	۱۳/۴/۷۴	۱	۱۴/۴/۷۴
پٹنہ	۶/۳/۷۴	۱	۷/۳/۷۴	برہم پور	۱۴	۱	۱۵
آرہ	۷	۱	۸	خوردہ	۱۵	۱	۱۶
مظفر پور	۸	۱	۹	کیرنگ	۱۶	۳	۱۹
اورین	۱۰	۱	۱۱	زگاؤں	۱۹	۱	۲۰
مونگھیر	۱۱	۱	۱۲	مانکاگوڈا	۲۰	۱	۲۱
بھاگلپور برہ پورہ	۱۲	۳	۱۵	نیاگڑھ	۲۱	۱	۲۲
بلاری	۱۵	۱	۱۶	سونگھڑہ	۲۲	۱	۲۳
خانپور ملکی	۱۶	۲	۱۸	کیندرہ پاڑا	۲۳	۱	۲۴
رانچی سملیہ	۱۹	۲	۲۱	کوٹ پلہ	۲۴	۱	۲۵
[illegible]	۲۱	۳	۲۴	پنکال	۲۵	۱	۲۶
[illegible]	۲۴	۲	۲۶	کرڈاپلی	۲۶	۱	۲۷
روڑکلہ	۲۷	۲	۲۹	ارکھ پٹنہ	۲۷	۱	۲۸
بسنہ پردہ	۳۰	۱	۳۱	چودوار	۲۸	۲	۳۰
کلکتہ	۱/۴/۷۴	۷	۸/۴/۷۴	غنجہ پاڑہ	۳۰	۱	۱/۵/۷۴
سورو	۹	۱	۱۰	تاراکوٹ	۱/۵/۷۴	۱	۲/۵/۷۴
بھدرک	۱۰	۱	۱۱	کلکتہ	۳/۵/۷۴	-	-
کٹک	۱۱	۲	۱۳				

نوٹ: مذکورہ دورہ مورخہ ۵/۳/۷۴ سے شروع ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر جماعت میں رسیدگی دو دو دن کی تاخیر سے ہوگی۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب انسپکٹر بیت المال قادیان

جملہ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ آندھرا۔ میسور و مہاراشٹر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی رفیق احمد صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۵/۳/۷۴ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی وطوعی کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں۔ وہ اپنے دورہ میں "صد سالہ جشن فنڈ" کی تحریک بھی فرمائیں گے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جملہ عہدیدارانِ جماعت سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

نوٹ: یہ دورہ مورخہ ۷/۳/۷۴ سے شروع ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر جماعت میں رسیدگی دو دو دن کی تاخیر سے ہوگی۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	.	۵/۳/۷۴	بنگلور	۲/۴/۷۴	۳	۵/۴/۷۴
حیدرآباد وسکندرآباد	۸/۳/۷۴	۷	۱۵/۳/۷۴	شموگہ	۵	۲	۷
ظہیرآباد	۱۵	۱	۱۶	ساگر	۷	۱	۸
چنداپور کاماریڈی	۱۶	۲	۱۸	سورب	۸	۱	۹
چنتہ کنٹہ	۱۸	۳	۲۱	ہرکرہ	۱۰	۲	۱۲
وڈمان	۲۱	۱	۲۲	ہُبلی	۱۲	۲	۱۴
کرنول	۲۲	۱	۲۳	نند گڑھ	۱۴	۱	۱۵
اڈلکور	۲۴	۱	۲۵	باندہ ساونت واڑی	۱۵	۱	۱۶
یادگیر	۲۵	۴	۲۹	بلگام	۱۶	۱	۱۷
تیماپور شوراپور	۲۹	۲	۳۱	بمبئی	۱۸	۵	۲۳
دیودرگ	۳۱	۱	۱/۴/۷۴	قادیان	۲۵/۴/۷۴	-	-

درخواست دعا و اظہار تشکر

(۱) مکرم محمد عبدالعزیز صاحب سیکرٹری مال کرنول کا حال ہی میں ہرنیا کا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ موصوف صحت کاملہ اور دینی دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ میں موصوف نے پانچ پانچ روپے ادا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔ — (۲) عزیز مہر دین صاحب درویش آف سکندرآباد نے حال ہی میں محلہ بالانگر حیدرآباد میں ایک اچھا ہوٹل کھولا ہے۔ کاروبار کی ترقی اور روحانی جسمانی ترقی کیلئے موصوف درخواستِ دعا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر موصوف نے پانچ پانچ روپے اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ میں ادا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔ خاکسار: عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد۔

اعزاز اور درخواستِ دُعا

مکرم سید فضل احمد صاحب ڈی آئی جی کو اس سال انڈین پولیس میڈل کا اعزاز ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز انہیں مبارک کرے اور مزید اس سے اعلیٰ اعزازات عطا فرمائے۔ ملک و قوم اور دین کی خدمت کی توفیق بخشتا رہے۔ میں احبابِ جماعت کی خدمت میں برادرم مکرم سید فضل احمد صاحب کی دینی دنیوی ترقیات۔ حسنات و برکات کیلئے دُعا کی درخواست کرتا ہوں نیز سید فضل احمد صاحب کے بڑے بیٹے عزیزم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب جو حال ہی میں کینیڈا گئے ہیں کی کامیابی اور ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کا حافظ و ناصر ہو، کامیابیوں اور اعلیٰ تعلیم کے ساتھ واپس لائے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے! کار اور ٹرک پیٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں:-

AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE, CALCUTTA-1

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

فون نمبرز: دکان 23-1632، 23-5222 / مکان 34-0431

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ

کروڈ آئیل اور جنریٹر کو الٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لیے ہم سے رابطہ قائم کریں

AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE
CALCUTTA-12.

فون نمبر: 34-8407

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے

آٹو ونگس AUTOWINGS کی خدمات حاصل فرمائیے!

AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY, MADRAS - 600004
TELEPHONE NO. 76360

میرا سفرِ قادیان

بقیہ صفحہ (۲)

تقسیم ملک کے وقت جو غیر مسلم صاحبان پاکستان سے نقلِ مکان کرکے قادیان میں آباد ہوئے، ان میں بہت سے سیالکوٹ کے ضلع کے رہنے والے تھے۔ ان میں سے اکثر تو تحصیل پسرور اور تحصیل نارووال کے دیہات سے تھے۔ بعض تحصیل ڈسکہ سے بلکہ خود ڈسکہ کے قصبے سے تھے جو ہمارے خاندان کے یکجدی تھے۔ میرے چھوٹے بھائی چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو جب قادیان کے سالانہ جلسے میں شامل ہونے والے احباب کے ساتھ قادیان جانے کا اتفاق ہوتا تو ان غیر مسلم اصحاب کی طرف سے ان کے ساتھ بہت تپاک اور مہمان نوازی کا مظاہرہ ہوتا اب میرے قادیان حاضر ہونے پر بھی قادیان کے غیر مسلم اصحاب نے ویسا ہی سلوک میرے ساتھ بھی روا رکھا۔ فجزاھم اللہ۔

۲ جنوری کی صبح کو جب ہم بعض مقامات کے متعلق اپنی یاد تازہ کرنے کو نکلے تو مجھ سے کہا گیا کہ بعض غیر مسلم اصحاب کی طرف سے اس احساس کا اظہار کیا گیا تھا کہ میرا اُن کے ہاں حاضر ہونا ان کے لیے خوشی کا موجب ہوگا۔ اس احساس کا احترام کرتے ہوئے خاکسار سردار گوربچن سنگھ صاحب کے ہاں حاضر ہُوا۔ سردار صاحب خود تو مکان پر تشریف فرما نہیں تھے ان کے ایک صاحبزادے گھر پر تھے۔ انہوں نے بڑے تپاک سے خاکسار کو خوش آمدید کہا اور احترام سے بٹھایا۔ جب انہوں نے اپنی والدہ محترمہ کو اطلاع کی تو وہ بھی نشست کے کمرے میں تشریف لے آئیں۔ اور بڑے اشتیاق سے ہماری مہمان نوازی کی۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ ڈسکے کے ساہی خاندان سے ہیں۔ اور میری یکجدی بھتیجی ہیں۔

ان کی تواضع کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ہم النصرت حاضر ہوئے جو تقسیم سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی رہائش گاہ تھا۔ اب اس مکان میں سردار کرپال سنگھ صاحب کی رہائش ہے۔ ان کی طرف سے بھی پیغام موصول ہُوا تھا کہ انہیں اس عاجز سے ملنے کی شدید خواہش ہے۔ لیکن بوجہ ضعفِ پیری کے خود تشریف لانے سے معذور ہیں۔ مَیں جب حاضر ہُوا تو باہر باغیچے ہی میں ایک صاحب کے سہارے تشریف لے آئے نہایت تپاک اور جوش سے لمبا معانقہ کیا اور اس دوران اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے کہ اس نے اپنے فضل سے ملاقات کا موقعہ بہم پہنچایا۔ بار بار دہراتے، مَیں پریشان تھا کہ کہیں چلے نہ جائیں اور ملنے سے رہ جاؤں۔ مجھ سے دریافت کیا کتنی عمر ہے۔ مَیں نے کہا آئندہ ماہ اکیاسی ۸۱ سال کا ہو جاؤں گا۔ کہا میری عمر ۱۰۹ سال ہے۔ پھر بیٹھے بیٹھے ضلع سیالکوٹ کے مسلمان رؤساء کا ذکر کرتے رہے۔ اور ان کی خوبیاں بیان کرتے رہے۔ میرے اجازت طلب کرنے پر کہا، دِل سیر نہیں ہُوا۔ مَیں نے کہا میرے ساتھ کار میں بیٹھ جائیں۔ چنانچہ گھنٹہ بھر سے زاید میرے پہلو میں بیٹھے کار میں ہمارے ساتھ پھرتے رہے۔ تمام وقت میرا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں دبائے رہے۔

دوپہر کو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں جناب صاحبزادہ میرزا وسیم احمد صاحب نے قادیان کے احباب کی طرف سے ایڈریس پڑھا جو ان کے اخلاص، محبت اور حسنِ ظن کا مرقع تھا۔ خاکسار نے صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا اور سورۃ حج کی آخری آیت کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی۔ مجلس میں متعدد غیر مسلم اصحاب موجود تھے۔

حکومت کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام بیرونِ قصبہ I.T.I کی عمارت کے سامنے شامیانے میں کیا گیا تھا۔ جناب سردار گوردرشن سنگھ صاحب منسٹر آف سٹیٹ پنجاب۔ جناب ڈھا صاحب منسٹر آف سٹیٹ پنجاب اور افسرانِ ضلع کے علاوہ قصبے کے معزز مسلم اور غیر مسلم اصحاب اور ہمارے قافلے کے تمام افراد بطور میزبان یا مہمان موجود تھے۔ اس موقعہ پر سردار گوربچن سنگھ صاحب اور ان کے بڑے صاحبزادے سے بھی ملاقات ہو گئی۔ گورداسپور سے آتے ہوئے بعض اصحاب کے ساتھ دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ ان میں ڈاکٹر وشوا ناتھ صاحب کے داماد بھی تھے۔ تینتیس ۳۳ سال قبل ڈاکٹر وشوا ناتھ صاحب نے بڑی توجہ اور اخلاص کے ساتھ لاہور میں میرا علاج ذیابیطس کے مرض کا شروع کیا تھا۔ جس سے بفضل اللہ مجھے بہت فائدہ ہُوا۔ اُن کا مجھ پر بھاری احسان تھا۔ تاحیات پُوری توجہ اور مخلصانہ ہمدردی کے ساتھ علاج کرتے رہے۔ اور مناسب ہدایات دیتے رہے۔

اسی دن ہم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر میں بھی حاضر ہوئے۔ اور صدر انجمن احمدیہ اور اس کی ملحقہ شاخوں کی (جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں) گوناگوں سرگرمیوں کا جو انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جاری رکھی ہیں اور جن میں بفضل اللہ روز افزوں وسعت ہو رہی ہے، کچھ اندازہ کیا۔ اس ضمن میں صاحبزادہ میرزا وسیم احمد صاحب محترم جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ اور اُن کے سب رفقائے کار کی مخلصانہ مساعی قابلِ ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ان مساعی کو مشکور فرمائے اور ان سب مخلص خادمانِ دین کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ اور اپنی رضا کا وارث ٹھہرائے۔ آمین۔

سہ پہر کے ناشتہ کی دعوت سردار ستنام سنگھ باجوہ صاحب کے ہاں تھی۔ اُن کے ہاں حاضر ہونے سے پہلے ہم محلہ دارالعلوم میں گئے۔ یہاں بھی قدم قدم پر پُرانی یادیں اُمڈ آئیں۔ مسجد نور اگرچہ نمازوں اور ذکرِ الٰہی کے لئے اس عرصہ میں استعمال نہیں ہوتی لیکن اس کی عمارت کی ضروری مرمت کی طرف توجہ رہنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کے محکمہ کسٹوڈین نے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کسی وقت بھی اپنا مرکز قادیان میں ترک نہیں کیا اس لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائداد کو متروکہ جائیداد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس فیصلے کی تعمیل میں تعلیم الاسلام کالج اور ہوسٹل کی عمارتیں صدر انجمن کی اجازت سے بطور کالج اور ہوسٹل استعمال ہوتی ہیں۔ اور منتظم ادارہ، صدر انجمن کو اِن عمارتوں کا کرایہ ادا کرتا ہے۔

سردار ستنام سنگھ صاحب کے ہاں وسیع پیمانہ پر ناشتے کا پُرتکلف انتظام تھا مسلم اور غیر مسلم سرکاری افسروں اور غیر سرکاری مہمانوں کا ہجوم تھا۔ محترم میزبان اور ان کے فرزندوں اور عزیزوں نے تواضع اور مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ فجزاھم اللہ۔ ان کے محترم اور معمر خسر صاحب کے ساتھ لمبا علمی مذاکرہ رہا جس میں وہ اپنے خیالات کا اظہار زیادہ تر فارسی اشعار میں کرتے رہے۔ اُن کے ہاں بھی ایک ڈسکے کی ساہی خاتون تشریف لائیں جن کے آباء کا شجرہ سردار گوربچن سنگھ صاحب کے گھر والوں کی نسبت ہمیں زیادہ قریب سے ملتا تھا۔ ان سے ان کے قریبی رشتہ داروں کے حالات معلوم ہوئے۔

سردار ستنام سنگھ صاحب نے شروع سے جماعت احمدیہ قادیان کے ساتھ خوشگوار اور مخلصانہ تعلقات قائم رکھے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی انہوں نے اپنے مخلصانہ جذبات کا اظہار محبت آمیز الفاظ میں کیا۔ خاکسار نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا اعتراف مناسب کلمات میں کیا۔

یہاں سے فارغ ہو کر بہشتی مقبرے میں نسبتاً یکسوئی سے حاضری اور دُعا کا موقعہ میسّر آیا جسے خاکسار نے بہت غنیمت شمار کیا۔ آخر دل کی حسرتوں کو اِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ کی تسلّی دیتے ہوئے واپسی ہوئی۔

۳ کی صبح کو واپس روانگی ہوئی۔ احباب سے رخصت افسردگی کا موجب تھی لیکن دِل اللہ تعالیٰ کے شکر اور حمد سے لبریز تھا کہ ستائیس سال کی جُدائی کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے خالص فضل و رحم سے دیارِ محبوب کی زیارت نصیب کی۔ اور چند ساعتیں اس مقدس ماحول میں گذارنے کی نعمت عطا فرمائی واپسی کا سفر بھی ویسی ہی سہولت اور آرام سے طے ہُوا۔ جیسے آنے کا سفر طے ہُوا تھا۔ ہمارے بعض ساتھیوں کو دربار صاحب کے دیکھنے کا پہلے اتفاق نہیں ہُوا تھا۔ اس لئے واپسی پر ہم امرتسر میں گھنٹہ بھر ٹھہرے اور شہر سے سرحد کو جاتے ہوئے سردار دھرم انت صاحب کے مکان پر اُن سے رخصت ہونے کے لئے رُکے۔ سرحد تک سردار گوردرشن سنگھ صاحب اور اعلیٰ افسران کی رفاقت میسّر رہی جنہوں نے دو دِن قبل سرحد پر ہمیں خوش آمدید کہا تھا۔ ویسی ہی تواضع اور مہمان نوازی کے ساتھ انہوں نے ہمیں رخصت کیا۔ فجزاھم اللہ۔ دوپہر کے کھانے تک ہم بفضل اللہ بخیریت اپنی جائے قیام پر پہنچ گئے۔ فالحمد للہ۔

تقریب رخصتانہ اور دُعا کی درخواست

:- مورخہ ۱۲/۴ کو بعد نماز مغرب عزیزہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم منور علی صاحب سابق درویش (یہ بچی اسوقت مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سکندر آباد کی کفالت میں ہے اور اعلانِ نکاح قبل ازیں ہو چکا ہے) کی تقریب رخصتانہ عزیز رئیس الدین صاحب ولد محمد سلیم احمد صاحب ساکن امروہہ یو۔پی۔ کے ساتھ نہایت سادہ طریق پر الہ دین بلڈنگ سکندر آباد میں عمل میں آئی جس میں حیدر آباد و سکندر آباد کی مستورات اور احباب شامل ہوئے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ حیدر آباد نے دُعا سے متعلق احباب کو توجہ دلاتے ہوئے دعاؤں پر زور دینے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد دعا کرائی گئی۔ محترم حافظ صاحب کی طرف سے چائے وغیرہ سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ محترم حافظ صاحب موصوف نے ۵/- روپے اعانتِ بدر میں اور ۵/- روپے مساجد فنڈ بیرون میں نیز رئیس الدین صاحب نے ۵/- روپے اعانت بدر میں اور ۵/- درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ احباب رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں (خاکسار محمد شفیع عابد انسپکٹر تحریک جدید)